EXCELLENCY OF CHRIST

BY

THE LATE REV. BUTA MALL

فضیلتِ مسیح

از

پادری بوٹا مل مرحوم

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی - لاہور

بار چہارم ۱۹۶۳ تعداد

فضیلتِ مسیح

از

پادری ٹوٹا مل مرحوم

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی - لاہور

سنہ ۱۹۶۳ء

بار چہارم

تعداد ۱۰۰۰

فہرست مضامین

تمہید

ساری باتوں کو آزماؤ اور بہتر کو اختیار کرو۔ تھسلنیکیوں ۵:۲۱

عقل اور ادراک انسان کی فطری میراث ہے۔ حق تعالیٰ نے انسان کو قوت، امتیاز اور فہم و فراست میں ساری کائنات کا سر اور سردار بنایا ہے۔ (زبور ۸: ۵-۶) گو عقل مجرد الٰہی حقائق و معارف کی دریافت میں کسی حد تک بے بس اور لاچار تو ہے، پھر بھی عقل کی پرواز نے انسانی حیرت کی حد توڑ دی ہے۔ اسی عقل اور ادراک کے جوہر کی وجہ سے انسان موجودات کی ہر ہستی سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ انسانی عقل کے صحیح استعمال سے غافل اور بے پروا رہنا انسانیت کی ہتک اور توہین ہے، کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر خلق کیا۔ جو لوگ عقل اور دانش کو محض حسد اور عناد اور تعصب بے جا کے باعث کام میں لانے سے قصداً گریز کرتے ہیں، وہ ہولناک خطرے میں ہیں۔ اور آئندہ زندگی کے بارے میں کسی صحیح فیصلے کی بجائے غلط راہ اختیار کئے ہوئے ہیں اور ضد محض کے باعث لکیر کے فقیر اور اندھی تقلید کی عادت کا شکار ہیں۔ انسان آزاد مرضی پر خلق کیا گیا۔ نیکی اور بدی ہر دو میں مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ تعصب انسان کی ہمہ گیر آزادی کا جانی دشمن ہے۔ تعصب، حسد اور عناد کی جڑ ہے۔ تعصب نامراد نے انسانیت کی قدر گھٹا دی ہے۔ اس مرض نے انسان کو اندھا کر رکھا ہے۔ رسالہ فضیلت مسیح کو تعصب سے مبرا اور پاک رکھا گیا ہے۔ اس لئے خلوص نیت سے اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ یہ رسالہ اپنے عنوان کا مدعی ہو کر پیش کردہ دلائل کے اثبات کا ذمہ دار

ہے۔ اس رسالہ میں پاک نوشتوں سے دلائل جمع کر کے دکھلایا گیا ہے کہ یسوع مسیح موجودات کی ہر ہستی سے افضل اور ساری کائنات کا سر اور سردار ہے (کلسیوں ۱: ۱۵-۱۸) اور اسی برتری کے باعث وہ انسان کا واحد منجی اور شفیع المذنبین ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ جس کو جملہ بنی آدم کے منجی اور شفیع اور مختار ہونے کا دعویٰ ہے، اُسے ہر بات اور ہر حالت میں اوروں سے افضل اور برتر ہونا چاہیئے۔ اگر یہ نہ ہو تو اس کے دعوؤں پر غور کرنا بے معنی اور غیر مفید ہوگا۔

پاک نوشتوں میں مسیح کے حق میں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ اَن دیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے۔ کیونکہ اُسی میں ساری چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ مرئی ہوں یا غیر مرئی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات، ساری چیزیں اُسی کے وسیلے سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔ اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے اور اُسی میں ساری چیزیں قائم رہتی ہیں۔ اور وہی بدن یعنی کلیسیا کا سر ہے۔ وہی مبدا ہے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا، تاکہ سب باتوں میں اُس کا اوّل درجہ ہو (کلسیوں ۱: ۱۵-۱۸) اسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹیکے، خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا، خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں (فلپیوں ۲: ۹-۱۱) وہ سب کے اوپر اور ابد تک خدائے محمود ہے (رومیوں ۹: ۵) اور خدا نے اُسے ہر طرح کی حکومت اور اختیار اور قدرت اور ریاست اور ہر ایک نام سے بلند کیا، جو نہ صرف اِس جہان میں بلکہ آنے والے جہان میں بھی لیا جائے گا (افسیوں ۱: ۲۱) اور فرشتے اور اختیارات اور قدرتیں اُس کے تابع کی گئی ہیں۔ (۱-پطرس ۳: ۲۲، متی ۲۸: ۱۸)

مسیحیت اخلاق کا مخزن ہے۔ سب کی عزت کرنا اور سب کا حق ادا کرنا

مسیحیت کی خوبی ہے (۱ پطرس ۲: ۱۷، رومیوں ۱۳: ۷)۔ اسی لئے سب اولیاء، انبیاء
اور انسان کے سچے ہادی اور رہنما اور ہر عالم کی تمام نامور ہستیاں ہر تہذیب، مسیحی کے
نزدیک عزت اور قدر کے قابل ہیں۔ اور اپنے اپنے اوقات اور خدمات میں قدر
اور تعریف کی مستحق ہیں۔ ان نامور ہستیوں میں انبیاء کا درجہ اور منصب افضل قرار دیا گیا ہے۔
وہ سب الہام اور وحی کے منصب جلیلہ پر ممتاز ہونے کی وجہ سے خدا کے کلام کے امین
اور مختار تھے۔ وہ ایک برگزیدہ امت، اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔ وہ خدا کے برگزیدہ
اور راستباز بندے اور مذہب کی فضا میں اپنے اپنے ظہور کے وقتوں میں چمکنے والے
انوار تھے۔ ان نبیوں نے مسیح موعود کے بارے میں پیشینگوئیاں کیں، کہ وہ انسان کی نجات
کے لئے دنیا میں آنے والا ہے (اعمال ۱۰: ۴۳۔ ۱ پطرس ۱: ۱۰-۱۱)۔ شریعت کی ابتدا میں
ایسے برگزیدہ انسان روحانی نظام میں رکھے گئے۔ ان کی خدمات اور محنت اور غیرت
اور کارنامے قدر کے قابل ہیں (عبرانیوں ۱۱: ۳۲-۴۰)۔ مگر جس طرح آفتاب کے جلوہ اور
جلال میں چاند اور ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے، اسی طرح مذہب کی روحانی فضا
میں یسوع مسیح آفتاب صداقت اور مبداء انوار ہے (انجیل یوحنا ۸: ۱۲۔ ملاکی ۴: ۲،
یوحنا ۱: ۴-۹) اور قومیں اسی کے نور سے منور ہوتی ہیں۔ کیونکہ آفتاب کا جلال
اور ہے اور ماہتاب کا جلال اور ہے اور ستاروں کا جلال اور ہے کیونکہ ستارہ سے
ستارے کے جلال میں فرق ہے (۱ کرنتھی ۱۵: ۴۱) وہ آفتاب صداقت جس کی روشنی سے
ہر دو عالم منور ہیں، اور جو عالم بالا کا جلال اور فردوس بریں کی زینت اور شان اور رونق
ہے، اس کا ظہور انسانیت میں معجزہ کے طور پر کنواری مریم صدیقہ کے مبارک بطن سے
ہوا۔ یعنی انسانیت میں الوہیت کا کامل ظہور مجسم ہو کر نظر آیا (۱۔ تیمتھیس ۳: ۱۶)
بنی اسرائیل ہر زمانہ میں اس کے انتظار میں بیقرار رہے اور وہ چاہتے تھے کہ
جلد آکر وہ ان کی آرزوؤں اور امیدوں کو پورا کرے۔ اس قوم کی بحالی اور سرفرازی کی

اُمیدیں مسیح موعُود سے وابستہ تھیں۔ اُن کی کُتب مقدسہ میں اُس کی آمد کا انتظار لگا رہا۔ اُن کے دین کے تمام رسم و رواج اور تعلیمی راز و رمُوز آنے والے مردِ موعود کی علامتیں اور پیش نشانیاں تھیں مسیح خُداوند کا انسانیت میں ظہور رُومی سلطنت کے عہدِ شباب میں ہُوا (دانی ایل ۲: ۴۴-۴۵)۔ اُس کی ساڑھے تینتیس سالہ زمینی سوانحِ حیات انجیل مُقدس کے پہلے چار صحیفوں میں مُقدس حواریوں کی معرفت قلمبند ہُوئی، اور انجیل کے باقی تمام صحیفے اُس کی ذات اور صفات اور مخصُوصیت اور اُس کی آمد کے مقصد کی الہامی تفسیر ہیں، جن میں اُس کی فضیلت ان الفاظ میں بیان ہُوئی ہے کہ خُدا نے اُسے بہُت سربلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلےٰ ہے ٭

فضیلتِ مسیح

دلیل اوّل

مسیح کی خاندانی فضیلت

وُہ اسرائیلی ہیں اور لے پالک ہونے کا حق اور جلال عہود اور شریعت اور عبادت اور وعدے اُنہیں کے ہیں اور قوم کے بزرگ اُنہیں کے ہوئے ہیں۔ اور جسم کی رُو سے مسیح بھی اُنہیں میں ہوُا، جو سب کے اُوپر اور ابد تک خُدائے محمُود ہے۔ آمین (رُومیوں ۹: ۴ - ۵) مسیح خُداوند کی خاندانی فضیلت اُس کی ذاتی فضیلت کی نہایت شاندار اور دلچسپ تمہید ہے۔ انجیل مُقدّس کے شرُوع میں یسُوع مسیح کو ابنِ داؤد اور ابنِ ابراہام کہا گیا ہے (متّی پہلا باب پہلی آیت)۔ انجیل کے اِس باب میں مسیح موعود کا نسب نامہ ہے اور اِس نسب نامہ میں چالیس سے زیادہ نامور اور عظیم الشّان ہستیوں کے نام دیئے گئے ہیں، جن میں ابراہیم خلیل اللہ اور اضحاق ذبیح اللہ اور یعقوب اور داؤد بادشاہ اور سلیمان کے نام مسیح کی خاندانی فضیلت کی ضمانت اور حسب نسب پر چار چاند لگ گئے

ہیں۔ یہ سب بزرگ بنی اسرائیل کی اُمت کا فخر اور ناز تھے اور بنی اسرائیل ابراہیم کی موعودہ نسل ہونے کے باعث دیگر اقوام سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے تھے۔ اضحاق اور یعقوب کی برگزیدگی پر اُن کو اتنا فخر اور ناز تھا کہ وہ اپنے تئیں خدا کے گھر کے مالک، اور مختار سمجھتے تھے اور حضرت داؤد کو تو وہ اپنے مسیح موعود کا قائم مقام اور سب سے بڑا پیش انسان مانتے تھے۔ خدا نے ابراہیم کو اضحاق وعدے کے طور پر بخشا اور اضحاق کو یعقوب، اور یعقوب کو بارہ فرزند عطا کئے۔

اسمٰعیل بحکم اللہ تعالیٰ اضحاق سے جُدا کیا گیا اور اسی طرح عیسو یعقوب سے علیحدہ کیا گیا اور یعقوب ہی کی نسل وعدوں میں شمار کی گئی اور وہ بنی اسرائیل کے بلند ترین نام سے نامزد ہوئی، اور انہیں خدا کی اُمت اور فرزند ہونے کا حق اور شرف بخشا گیا، اور اُن کے غیر میں کسی کو اُن کے برابر خدا کے وعدوں میں شمولیت کا حق اور اختیار نہ ملا۔ اور اسمٰعیلی اور ادومی اور بنی قتورہ سب کے سب ابراہیم کی نسل سے خارج کئے گئے اور صرف قوم اسرائیل ہی موعودہ نسل اور خدا کی خاص ملکیت اور اُمت اور پاک گھرانا اور مقدس لوگ اور خدا کے پیارے قرار دیئے گئے اور دُنیا کی سب قوموں پر اُن کو فضیلت دی گئی اور اُن کی قومی سرفرازی کے لحاظ سے خدا نے اُن کے سامنے دشمنوں کو پست اور پامال کر دیا اور بعض اوقات اُن کی بیوفائی پر بھی خدا اپنے وعدوں میں وفادار رہا۔ اور اُن کے قصور و خطا اور نافرمانیوں کو برداشت کرتا رہا۔ پاک فرشتوں کی درمیانی میں کوہ طور پر موسیٰ کی معرفت اُن کو کامل شریعت عطا کی (خروج ۲۰ باب؛ اعمال ۷: ۵۳) عبادت کے صحیح طریق صرف اُنہی کو الہام سے بتلائے گئے۔ اور اُن کے ساتھ نجات کے قیمتی وعدے کئے گئے اور دُنیا کے سامنے لوگوں کے لئے اُنہی کو نجات کا وسیلہ بنایا (یسعیاہ ۴۹: ۶) الہام اور نبوت کے عظیم الشان منصب پر وہی قوم ممتاز کی گئی۔ خدا اُن کی جگہ اُن کے

دشمنوں سے جنگ کرتا رہا۔ فرعون اور دیگر جبّار بادشاہوں کو اُن کی خاطر تباہی میں ڈالا۔ اور اُن کے سارے دشمن پسپا ہو گئے۔ اور اُنہوں نے خُدا کی مدد سے ملک موعُود کو فتح کر کے اُس مُلک میں ایک نہایت شاندار بادشاہت کی بُنیاد ڈالی جو مسیح موعُود کی ابدی بادشاہت کی علامت اور پیش نشانی تھی۔ اِن کا بڑا بادشاہ داؤد جس کی نسل سے مسیح موعُود کا ظہور ہُوا، وُہی مسیح کا قائم مقام اور پیش نشان تھا (رومیوں ۱:۴، ۲ تموتھیس ۲: ۸ یُوحنّا ۷: ۴۲۔ مکاشفہ ۵: ۵) اور باقی سب بنی اسرائیل بھی مسیح خُداوند کی حقیقی برادری اور اُس کے خاندان کے لوگ تھے اور آپس میں ایک دوسرے کے بھائی تھے اور سارے بنی مسیح خُداوند کے آبا و اجداد اور اُس کے قریبی رشتہ دار تھے اور عالم مستورات کی سردار مریم صدیقہ جو عورتوں میں مُبارک اور علیٰ نساء العالمین ہے، جس کو مسیح موعُود کی ماں بننے کا شرف حاصل ہُوا، وہ داؤد کی شاہی نسل کی پاک کنواری تھی، اور ہمیشہ مس شیطان سے مبّرا رہی۔

بائبل مُقدس اِس سلسلہء عالیہ کی الہامی کتاب ہے۔ بائبل خُدا کا کامل مکاشفہ اور صراط المستقیم کے مُسافروں کے لئے کامل راہنما اور نُور اور ہدایت ہے۔ (زبور ۱۱۹: ۱۰۵) اس قوم کے ساتھ خُدا نے نبیوں کی معرفت حصّہ بہ حصّہ اور طرح بہ طرح کلام کیا (عبرانیوں ۱: ۱۔۲)۔

مسیح خُداوند نے مُسرف بیٹے کی تمثیل میں بنی اسرائیل کو بڑا بیٹا قرار دے کر اُن کی فضیلت پر غیر معمولی اضافہ کر دیا۔ اور ایک صور فنیکی عورت کی درخواست کے جواب میں مسیح نے یہودی قوم کو خاص فرزندیت کا رتبہ دے کر دیگر اقوام کو اُن کے در کا گدا بنا دیا (متی ۱۵: ۲۵-۲۷) اس خاندان میں نبوّت اور الہام کا سلسلہ یسوع مسیح اور اُس کے حواریوں تک قائم رہا اور مُقدس حواریوں کی معرفت اِس سلسلہ نبوّت

پر مُہر کر دی گئی (مکاشفہ ۲۲ : ۱۸-۱۹) جو لوگ اسرائیلی سلسلہ کے باہر الہام اور نبوت کے قائل اور مُدعی ہیں وُہ خُدا کے انتظام میں مُخل ہیں۔ اور جو لوگ اس سلسلہ کے باہر خُدا کی برکتوں اور نجات کی تلاش میں ہیں، وُہ خطرے کی راہ میں ہیں اور اندھیرے میں ٹٹولتے ہیں، کیونکہ نجات یہُودیوں میں سے ہے (یُوحنّا ۴ : ۲۲)۔ یعقُوب کی نسل کے سب لوگ اور نیز وُہ سب بھی جو اس سلسلۂ عالیہ کے انتظام کے ماتحت طریق النجات پر ایمان رکھتے ہیں وُہ خُدا کی خاص اُمّت اور پاک گھرانے میں شامل ہیں اور انجیل کے وسیلے میراث میں شریک اور بدن میں شامل اور وعدے میں داخل ہیں (افسیوں ۳ : ۶) اور مُقدّسوں کے ہم وطن اور خُدا کے گھرانے کے ہو گئے ہیں (افسیوں ۲ : ۱۹) اور مسیح کا اپنا قول ہے کہ مشرق اور مغرب سے لوگ آئیں گے اور بنی اسرائیل کے ساتھ خُدا کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہوں گے (متی ۸ : ۱۱) اِن کی موجُودہ خستہ اور تباہ حالت میں بھی اِن کا صیّونی جوش تعریف کے قابل ہے۔ اِن کا ایمان ہے کہ کسی دن وُہ اپنے مُلک میں پھر آباد ہوں گے اور وہاں دائمی صُورت میں اپنا راج قائم کریں گے اور داؤد کا تخت یروشلم میں قائم ہوگا اور مسیح ابن داؤد اِن کا بادشاہ ہوگا اور اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہوگی (ہوسیع ۳ : ۴ - یسعیاہ ۹ : ۷ - دانی ایل ۷ : ۱۴) وُہ اپنی بحالی کی اُمید پر دُنیا میں جی رہے ہیں۔ گو اسرائیل کا ایک حصّہ سخت ہو گیا ہے تو بھی غیر اقوام کی میعاد کے بعد وُہ سب نجات یافتہ ہوں گے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ چُھڑانے والا صیّون سے نکلے گا اور بے دینی کو یعقُوب سے رفع کرے گا (رومیوں ۱۱ : ۲۵-۲۶)

پس خاندانی فضیلت میں مسیح خُداوند کا درجہ دُنیا کے سارے ہادیوں اور مذہب کے بانیوں سے بڑھ کر ہے۔

دلیل دوم

مسیح فرشتوں سے افضل ہے

فرشتے اوّل اور اعلیٰ مخلوق ہیں۔ انسان کی پیدائش سے پیشتر وہ خدا کی پاک حضوری میں مدح خواں تھے (ایوب ۳۸: ۷) پیدائشی منصب اور مرتبے کے باعث وہ فوق الانسان مخلوق ہیں۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کے علاوہ وہ خدا کے ایلچی اور پیغام رساں تھے۔ الٰہی راز افشانی اور عقدہ کشائی کے لئے وہ خدا اور انسان کے درمیان ہو کر اپنی خدمات میں مستعد رہتے ہیں (دانی ایل ۹: ۲۲-۲۷ و دانی ایل ۸: ۱۶-۱۷) کوہ طور پر موسوی شریعت کا جلالی نزول فرشتوں کے درمیان میں ہوا (خروج نوباب۔ اعمال ۷: ۵۳۔ گلتیوں ۳: ۱۹) جبرائیل کو خدا کی حضوری کا فرشتہ کہا گیا ہے (لوقا ۱: ۱۹۔ یسعیاہ ۶۳: ۹) اور جبرائیل کے ساتھ لاکھوں فرشتے خدا کے پاک حضور میں حمد و ستائش میں مشغول ہیں اور ان سب فرشتوں کو خدا کی حضوری اور جلالی عبادت میں شمولیت کا شرف حاصل ہے (یسعیاہ ۶: ۲-۵۔ مکاشفہ ۵: ۱۱ و ۸: ۲) ہر زمانہ خصوصاً الہامی عہد میں بڑے بڑے واقعات فرشتوں ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ سدوم اور عمورہ کی تباہی اور مصریوں کی ہلاکت و اسوری لشکر کی تباہی اور پراگندگی اور ایمانداروں کی آگ میں پناہ اور قیدیوں کی رہائی اور جیل خانوں کے دروازوں کا معجزانہ طور

سلہ پیدائش ۱۹: ۱-۲۶۔ خروج ۱۲: ۲۹-۲ سلاطین ۱۹: ۳۵۔ دانی ایل ۳: ۲۸ متی ۲۸: ۱-۳۔ اعمال ۵: ۲۰ و ۱۲: ۷-۸ لوقا ۱: ۸، ۲۵-۲۶ و ۲۵ متی ۴: ۱۱ اعمال ۱: ۱۱-۱۲: ۲۳ ؛ (مصنف)

پر تو ٹڑا جانا ، اور مسیح کے پیشرو اور مسیح کی پیدائش کی بشارت اور بیت الحم کی سرائے میں نغمہ سرائی اور ابلیس کی آزمائش پر فتح کے بعد مسیح کی خدمت کا شرف اور مسیح کے جی اُٹھنے کے معجزات ، واقعات اور صعود کے وقت موجودگی اور آمدِ ثانی کی اطلاع اور آخری عدالت میں کارگذاری کا شرف فرشتوں ہی کو حاصل ہے۔ خُدا نے ان سے وُہ خدمات لیں ، جو انسانی خدمت اور امکان سے بلند و بالا تھیں ۔

فرشتوں کی ایسی رفیع الشان ہستی اور شاندار خدمات اِس امر کی بین دلیل ہے کہ وُہ انسانی ہستی سے بدرجہا افضل اور اعلیٰ ہیں ۔ ان لاثانی صفات اور مراتب کے باوجود وہ محض مخلوق اور خدمت گذار ارواح ہونے کی حیثیت میں مسیح سے کمتر اور مسیح اُن سے افضل ہے (عبرانیوں باب اوّل) مسیح کی آمدِ ثانی میں لاکھوں فرشتے اُس کے حکم اور حضوری میں اور اُس کی اردل میں صف آرا ہوں گے ۔ (متی ۱۳ : ۳۹ - ۴۱ ، ۴۹ - متی ۲۴ : ۳۱ و ۲۵ : ۳۱) اور فرشتوں ہی کی معرفت مسیح کی آمدِ ثانی کا جلالی نرسنگا بجایا جائے گا ۔ (۱ تھسلنیکیوں ۴ : ۱۶)

انجیلِ مقدس میں ایک جگہ یہودیت اور مسیحیت کا مقابلہ پایا جاتا ہے ۔ وہاں اور بحث کے علاوہ فرشتوں اور مسیح خُداوند کا مقابلہ بھی کیا گیا ہے ۔ اس بحث میں مسیح کو فرشتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے اور اس دعویٰ کی صداقت کے اثبات میں یہودی کُتبِ مقدسہ اور موسوی شریعت سے دلائل دیئے گئے ہیں چنانچہ یہ لکھا ہے کہ مسیح فرشتوں سے اس قدر بزرگ تر ہو گیا جس قدر اُس نے میراث میں اُن سے افضل نام پایا کیونکہ فرشتوں میں سے اُس نے کب کسی سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے آج تُو مجھ سے پیدا ہوا (زبور ۲ : ۷) اور پھر یہ کہ میں اُس کا باپ ہوں گا اور وُہ میرا بیٹا ہوگا (۲ سموئیل ۲ : ۷) اور جب پلوٹھے کو دُنیا میں پھر لاتا ہے تو کہتا ہے کہ خدا کے سب فرشتے اُسے سجدہ کریں (عبرانی ۱ : ۶ - زبور ۹۷ : ۷ - استثنا ۳۲ : ۴۳)

اور فرشتوں کی بابت یہ کہتا ہے کہ وہ اپنے فرشتوں کو ہوائیں اور اپنے خادموں کو آگ کے شعلے بناتا ہے (زبور ۱۰۴: ۴ - عبرانی ۱: ۷) مگر بیٹے کی بابت کہتا ہے کہ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد رہے گا، اور تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے - تو نے راستبازی سے اُلفت اور بدکاری سے عداوت رکھی۔ اسی سبب سے خدا یعنی تیرے خدا نے خوشی کے تیل سے تیرے ساتھیوں کی بہ نسبت تجھے زیادہ مسیح کیا (زبور ۴۵: ۶ - ۷ و ۱۱۰ زبور و عبرانی ۱: ۸ - ۱۴) اس تقابل میں مسیح خداوند کو فرشتوں پر فضیلت دی گئی ہے -

۱ - اس لئے کہ مسیح خالق اور فرشتے مخلوق ہیں (زبور ۱۰۴: ۵ - ۴ - ۲۴ عبرانی ۱: ۱ - ۲) -

۲ - اس لئے کہ مسیح ازلی اور قدیم ہے اور فرشتے حادث اور ممکن الوجود ہیں - (یوحنا ۸: ۵۸ و ۱۷: ۲۴) ؛

۳ - اس لئے کہ مسیح معبود ہے اور فرشتے عابد ہیں (زبور ۷: ۹۷ - عبرانی ۱: ۶)

۴ - اس لئے کہ مسیح حاکم اور مالک ہے اور فرشتے خادم اور محکوم ہیں - (متی ۲۴: ۳۱ و ۱۳: ۳۹ - ۴۹) ؛

۵ - اس لئے کہ مسیح کلمتہ اللہ اور اس عالم کی علّتِ محدثہ ہے اور فرشتے محدثات میں شمار ہیں (کلسیوں ۱: ۱۶) ؛

۶ - اس لئے کہ مسیح آسمان پر صعود فرما کر عرش عظیم کبریا کی دہنی طرف بیٹھا ہے اور فرشتے اور اختیارات اور قدرتیں اُس کے تابع کی گئی ہیں (۱ پطرس ۳: ۲۲)

۷ - اس لئے کہ مسیح اپنی ذات و صفات میں معصوم اور ہر طرح کے گناہ اور خطا سے مبرّا ہے (۱ یوحنا ۳: ۵) مگر فرشتے اپنی ذات میں کمزور اور ممکن الخطا ہیں (۲ پطرس ۲: ۴) ؛

٨ - اِس لئے کہ مسیح ممدوح اور فرشتے مدح خواں ہیں (مکاشفہ ۵: ۱۱-۱۲)

٩ - اِس لئے کہ مسیح ابن اللہ ہے اور فرشتے اِس تعلق میں ایمانداروں کے برابر ہیں، اور فرشتوں اور مومنین کی ابنیت مجازی ہے مگر مسیح خُدا کا حقیقی بیٹا ہے (متی ۱۳: ۱۷ - یُوحنا ۳: ۱۶ - متی ۱۶: ۱۳-۱۶)

١٠ - اس لئے کہ مسیح اپنی ذات و صفات میں بے تبدیل ہے - مگر فرشتے اپنی اصلی حالت کو چھوڑ کر برگشتہ ہو گئے اور ان کی برگشتگی نہایت ہولناک تھی - اور وہ خُدا کی رحمت سے محرُوم ہو گئے (زبور ۱۰۲: ۲۶ - عبرانی ۱: ۱۲ - یہوداہ ۶ آیت)

١١ - اس لئے کہ مسیح عہدِ فضل کا درمیانی ہے (یُوحنا ۱: ۱۷) اور فرشتے عہدِ عمل کے۔ (اعمال ۷: ۵۳ - گلتیوں ۳: ۱۹)

١٢ - اس لئے کہ مسیح شفیع المذنبین ہے (عبرانی ۷: ۲۵) اور فرشتے نجات یافتہ لوگوں کے خادم ہیں (عبرانی ۱: ۱۴)

دلیلِ سوم

مسیح خُداوند سب انبیاء سے افضل ہے

خُدا نے اگلے زمانے میں باپ دادوں سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اس زمانے کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا، جسے اُس نے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلے سے اُس نے عالم بھی پیدا کئے۔ وہ اُس کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ وہ گناہوں کو دھو کر عالمِ بالا پہ کبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ (عبرانیوں ۱: ۱-۳)

یہ انبیاء کون تھے؟ یہودی اور مسیحی کتب مقدسہ میں انبیاء کا درجہ عام انسانوں اور علماء و فضلاء وغیرہ سے بلند اور برتر بنایا گیا ہے۔ وہ برگزیدہ انسان اور نیک اور راستباز بندے تھے۔ وہ نبوت اور الہام کے جلیل منصب پر ممتاز ہو کر خدا کی طرف سے کلام کرتے تھے (۲ پطرس ۱: ۲۱) اور ان خرقِ عادت کاموں کے باعث جو خدا نے اُن کی معرفت انجام دیئے دنیا میں اُن کی بڑی شہرت اور عزت اور قدر تھی۔ ان کے اقوال اور افعال کی بڑی قدر کی گئی۔ خدا نے اُن کی معرفت سمندروں کو پھاڑا۔ پہاڑوں کو ہلایا اور دریاؤں کو سُکھایا۔ بادشاہوں کو اُلٹ دیا اور زبردستوں اور ظالموں اور دنیا کی نہایت گمراہ اور سرکش اقوام کو نیچا دکھایا۔ مُردوں کو زندہ کیا۔ کوڑھیوں کو شفا دی اور اندھوں کو دیکھنے کی قدرت عطا کی۔ یہ کام اُن کی نبوت اور رسالت اور وحیِ آسمانی کے گواہ تھے۔ انہوں نے خدا سے الہام پا کر آنے والے واقعات کی بابت نبوتیں کیں جو اپنے مقررہ وقتوں میں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ اُن کی اُمتوں نے اُن کے نوشتوں کی بڑی قدر کی اور اُن کی حفاظت اور صحت اور اصالت میں وفادار اور جان نثار تھے اور ہر ممکن کوشش سے اُن کے حروف اور اعراب اور متن کی قدر کرتے تھے اور بعض اوقات پاک نوشتوں کی خاطر اپنی جانوں تک نثار کر دیتے تھے۔ اور اپنے مال اور دولت کو اُن کے کلام کی اشاعت میں پانی کی طرح بہا دیتے تھے اور ہر زمانہ میں اُن کے کلام کی بڑی قدر رہی۔ اُن نبیوں پر یہ ظاہر کیا گیا کہ خدا کا مسیح انسان کی نجات کی خاطر انسانی صورت میں ظاہر ہو کر اپنی جان بہتوں کے گناہوں کی معافی کے لئے فدیہ میں دیگا (یسعیاہ ۵۳ باب، زبور ۲۲، دانی ایل ۹: ۲۴-۲۷ بمقابلہ ۱ پطرس ۱: ۹-۱۱۔ اعمال ۱۰: ۴۳۔ لوقا ۲۴: ۲۶-۲۷۔ زبور ۱: ۲۔ ۱ کرنتھ ۱۵: ۳)

حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو خدا کی طرف سے یہ خبر دی کہ جو شخص مسیح موعود سے منحرف اور منکر ہوگا، وہ الٰہی مطالبہ میں مستوجب سزا ہوگا (استثنا ۱۸: ۱۸)

موسیٰ کے بعد سب نبی مسیح موعود کے منتظر اور مشتاق تھے۔ اُن میں سے یوحنا بن زکریا جو ہارون کی نسل سے تھا، آخری نبی تھا، جو مسیح خداوند کے لئے بیابان میں پکارنے والے کی آواز تھا (یسعیاہ ۴۰: ۱-۳) اس کی اپنی گواہی مسیح کے حق میں یہ تھی کہ وہ مجھ سے بڑا ہے (یوحنا ۱: ۲۹-۳۳) اور میں اُس کا ایک ادنیٰ ترین خادم ہوں۔ اور یوحنا نے اپنی اُمت کے لوگوں کو اعلانیہ کہہ دیا کہ میری یہ خوشی پوری ہوئی کہ وہ بڑھے اور میں گھٹوں (یوحنا ۳: ۳۰) یہودی قوم یوحنا کو ایک بڑا نبی مانتی تھی اور یوحنا نے یہ گواہی دی کہ مسیح خدا کا برہ ہے جو دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہے (یوحنا ۱: ۲۹-۳۰)

بنی اسرائیل میں موسیٰ کی شان میں یہ لکھا ہے کہ اب تک موسیٰ کی مانند بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہیں اٹھا جس سے خدا روبرو آشنائی کرتا (استثنا ۳۴: ۱۰) مگر مسیح خداوند نے یہودی اُمت کے سرداروں اور دین کے حاکموں اور شرع کے عالموں سے یہ کہا کہ اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھ پر بھی ایمان لاتے، کیونکہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے (یوحنا ۵: ۴۶) یہ بات اس امر کی حقیقت کا اظہار ہے کہ مسیح خداوند حضرت موسیٰ سے بڑا نبی تھا (استثنا ۱۸: ۱۵-۱۸)

مُقدّس حواری جو موسوی شریعت کا معتقد اور یہودی دین کو سب دینوں پر ترجیح دیتا تھا یہ لکھتا ہے کہ مسیح موسیٰ سے اس قدر زیادہ عزت کے لائق سمجھا گیا جس قدر گھر کا بنانے والا گھر سے زیادہ عزت دار ہوتا ہے۔ موسیٰ خدا کے گھر میں خادم کی طرح دیانتدار تھا، لیکن مسیح بیٹے کی طرح خدا کے گھر کا مختار ہے (عبرانی ۳: ۳-۶) نیز مسیح خداوند نے حضرت موسیٰ اور داؤد اور سلیمان اور یونس وغیرہ انبیاء سے بڑا ہونے کا دعوےٰ بھی کیا (متی ۱۲: ۱-۴۲۔ متی ۲۳: ۴۵-۴۶) وہ سب نبیوں سے پہلے تھا (یوحنا ۸: ۵۸) اُس کا یہ دعوےٰ کہ پیشتر اس سے کہ ابراہیم پیدا ہوا میں ہوں۔ اس کی فضیلت پر زبردست اشارہ ہے۔ مسیح کا روح ان نبیوں کی معرفت پیشتر ہی

نے نجات کی بشارت دیتا تھا (۱پطرس ۱: ۱۰-۱۱) اور سب نبیوں نے یہ گواہی دی کہ جو کوئی مسیح پر ایمان لائیگا۔ وہ نجات پائیگا۔ اور خُداوند مسیح کا یہ فرمان کہ بہُت سے نبیوں اور بادشاہوں نے چاہا کہ میرے ظہُور کو دیکھیں مگر اُن کو موقعہ نہ ملا۔ وہ صرف علامات اور اشاروں سے مسیح کو مانتے تھے (لُوقا ۱۰: ۲۴) اس لئے مسیح خُداوند کی شان سب انبیاء سے بڑی ہے اور وہ اُن سے افضل اور برتر ہے۔

۱۔ اس لئے کہ خُدا نے اُس کے وسیلے عالم پیدا کئے (عبرانیوں ۱: ۱-۲۔ کلسیوں ۱: ۱۵-۱۸)

۲۔ اس لئے کہ خُدا نے اُسے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا (عبرانیوں ۱: ۲-۳)

۳۔ اس لئے کہ وہ خُدا کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہے (عبرانیوں ۱: ۳)

۴۔ اس لئے کہ وہ ساری چیزوں کو اپنی قُدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے (عبرانی ۱: ۳)

۵۔ اس لئے کہ وہ گناہوں کو دھو کر عالمِ بالا پر خُدا کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے (عبرانی ۱: ۳)

۶۔ اس لئے کہ مسیح کی نبوت۔ کہانت اور سلطنت لازوالی ہے اور وہ ان تینوں عہدوں پر ازلی ممسُوح ہے۔ ان درجوں اور مرتبوں میں سب نبی مسیح سے کمتر اور مسیح اُن سے افضل ہے (عبرانی ۵: ۵-۶، ۴: ۱۵-عبرانی ۷: ۲۴۔ ۱ تموتھی ۶: ۱۵۔ مکاشفہ ۱۹: ۱۶)

۷۔ اس لئے کہ مسیح خُداوند زندوں اور مُردوں کا واحد مُنصف ہے (اعمال ۱۰: ۴۲ و اعمال ۱۷: ۳۱)۔

۸۔ بڑے بڑے انبیاء کا اپنا قول اور اقبال ہے کہ آنے والا مسیح موعود اپنی ذات اور صفات اور اقوال و افعال میں بے مثل اور بے نظیر ہے۔ یسعیاہ نبی نے مسیح کو عجیب مشیر خُدائے قادر اور سلامتی کا بادشاہ کہا اور زکریاہ نے خُدا کا ہمتا اور یرمیاہ نے خُداوند ہماری صداقت اور داؤد نے اُسے اسرائیل کا چوپان اور خُداوند اور بادشاہ کا خطاب دیکر اُس کی فضیلت کا اقرار کیا۔ اور اُنہوں نے اپنی تحریروں میں اس بات کا

ل استثنا ۱۸: ۱۵-۱۸۔ یسعیاہ ۹: ۵-۶۔ یسعیاہ ۱۱: ۱-۹۔ یرمیاہ ۲۳: ۵-۶
زبور ۲۳۔ زبور ۴۵۔ زبور ۱۱۰۔ زبور ۷۲۔ زکریاہ ۱۳: ۷۔

اعلانیہ اظہار اور صاف اقرار کیا کہ مسیح موعود انسانی ہستی کا سر اور سردار ہے اور بنی نوع انسان کا منجی اور مالک بھی ہے۔

۹۔ اس لئے کہ مسیح خداوند ہی اکیلا فاتح ہے۔ اُس نے انسان کے بھاری دشمن شیطان اور ظالم موت اور قبر پر کامل فتح حاصل کی۔ مگر انبیا قدیم ابلیس کے پھندے اور حملوں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اس لئے وہ سب موت کے بندھن میں عام انسانوں کے ساتھ قیامت کے دن تک۔ اپنی اپنی قبروں میں خاک میں سوئے رہیں گے۔ اور مسیح خداوند موت کے بندھن توڑ کر تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھے اور موت کا پھر اُس پر اختیار نہیں (رومیوں ۶: ۹)

۱۰۔ اس لئے کہ انبیاء محض انسان تھے اور انسانی تقاضے کی وجہ سے وہ بھی انسانی فطرت کی کمزوریوں میں مُبتلا تھے۔ اور انسانی فطرت کے ضعف کی وجہ سے اور انسانوں کی طرح گناہ کے بس میں آجاتے تھے مگر مسیح خداوند کامل انسانیت میں کامل خُدا کا ظہور تھا۔ اور اُس کی انسانیت ذات الہٰی کا ظرف تھی۔ اس لئے اگرچہ وہ ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا۔ تاہم بے گناہ رہا (عبرانی ۴: ۱۵ اور ۱یوحنا ۳: ۵)

دلیل چہارم

مسیح ابن اللہ

اس مسئلہ کی ماہیت اور راز افشائی اور حقانیت جسمانی تصور اور خیال سے پاک اور مبرا ہے۔ بائبل شریف میں ابنیت کے تعلق کا اطلاق حقیقت اور مجاز کے مختلف معنوں میں کیا گیا ہے۔ فرشتوں کو اول اور فوق الانسان

حیثیت میں مجاز اور استعارہ کے طور پر بنی اللہ کہا گیا ہے (ایوب ۳۸: ۷) اور راستبازوں نیک بندوں کو ایمان کے تعلق کے باعث ایسے معنوں میں بنی الوہیم اور خدا کے پاک فرزند ہونے کا رتبہ حاصل ہے (پیدائش ۶: ۲- یوحنا ۱: ۱۲- ا یوحنا ۳: ۱-۲ رومیوں ۸: ۱۴-۱۷) اس ہی اصطلاح میں یسوع مسیح نے مسرف بیٹے کو غیر اقوام اور بڑے بیٹے کو یہودی قوم سے تشبیہ دی (لوقا ۱۵: ۱۱-۳۲) اور انہی معنوں میں حضرت آدم کو بھی اس کے پیدائشی اعجاز کی بدولت خدا کا بیٹا کہا گیا ہے (لوقا ۳: ۳۸) اور اُمت اسرائیل بھی اپنی برگزیدگی کے اعتبار سے خدا کے فرزندوں میں شامل کی گئی۔ (ملاکی ۲: ۱۰- یسعیاہ ۶۳: ۱۶- استثنا ۳۲: ۶) اور غیر اقوام اپنی گمراہی اور نافرمانی کے باعث اس حق سے محروم ہیں (اعمال ۴: حکمائے قدیم اور یونانی شاعر بھی خدا اور انسان کے اس تعلق کے قائل تھے (اعمال ۱۷: ۲۸) مخلوقات کے اعلیٰ طبقے فرشتوں اور انسان میں یہ تصور مجاز اور استعارہ کے طور پر الہام کے متن میں پایا جاتا ہے۔ خدا کے ذاتی اور ازلی اور لامحدود خالق سے ایسے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ فرشتے اور مومنین ممکن الوجود ہیں اور خدا اپنی ازلی ہستی کی ازلی صورت میں واجب الوجود ہے اور واجب اور ممکن کا رشتہ مجاز اور استعارہ کے طور پر سمجھنا چاہیئے۔ انسان اول کی پیدائش کے باب میں خدا کی صورت کا مفہوم بھی ایسا ہی ہے۔ خدا روح ہے اور خدا کی صورت سے مراد خدا کا روحانی کمال ہے جیسا انجیل مقدس میں آیا ہے اور نئی انسانیت کو پہن لیا ہے جو معرفت حاصل کرنے کے لئے اپنے خالق کی صورت پر نئی بنتی جاتی ہے (کلسیوں ۳: ۱۰- افسیوں ۴: ۲۴) یسوع مسیح خدا کا حقیقی بیٹا ہے۔ خدا اپنی جملہ صفات و کمالات میں ازلی اور لامحدود اور بے تبدیل ہے اور اللہ کے ساتھ ابن اللہ کا تعلق ذاتی ہے۔ اور اس باطنی تعلق کے باعث وہ خدا کا ہمتا اور دنیا کا مالک ہے۔ اس تعلق میں خارج کو مطلق دخل نہیں مسیح خدا کا باطنی ظہور ہے۔

وُہ اَن دیکھے خُدا کی صُورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے (کلسیوں ۱: ۱۵)
جب وُہ ازلی مولُود ہے، تو یہ اشتقاق ذاتیہ ہے۔ جیسا ابن اللہ نے فرمایا بھی
کہ مَیں باپ سے نکلا ہُوں (یُوحنّا ۸: ۴۲) وُہ اپنے ظہور میں خدا کے جلال کا پرتو
اور اُس کی ذات کا نقش ہے (عبرانی ۱: ۳) کیونکہ اللہ اور ابن اللہ بلحاظ ذات کے
واحد ہیں (یُوحنّا ۱۰: ۳۰) اور اب سے ابن کا صدور ازلی اور قدیم ہے (میکاہ نبی
۵: ۲) اِسی عالی رُتبہ کے باعث وُہ ساری چیزوں کا وارث ہے (یُوحنّا ۱۷: ۲ -
عبرانی ۱: ۱-۲ - افسیوں ۱: ۲۲ - ۱ پطرس ۳: ۲۲ - کلسیوں ۱: ۱۵-۱۶ - متّی ۲۸: ۱۸) وُہ
ابن اللہ ہی کی حیثیت میں تمام محدثات کی علّت اور مسبب الاسباب ہے (عبرانی
۱: ۱-۳) وُہ الٰہی ذات کا ازلی جلال ہے (یُوحنّا ۱۷: ۴)

خُدا نے خود دو دفعہ آسمانی آواز کے وسیلے اِس حقیقت کا اعلان بہ الفاظ کیا
کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے، اِس سے مَیں خوش ہُوں۔ پہلی دفعہ یہ آواز یُوحنّا بن زکریاہ
کے لئے آئی جو خود ابن حق کا مصدق تھا۔ اور اُس کی اُمّت نے اُس کی گواہی
کا اعتبار کیا (یُوحنّا ۱: ۳۲-۳۵) اور دُوسری دفعہ اُس کے مُقدّس حواریوں نے ایک
پہاڑ پر یہ آواز سُنی اور رُوح القدس سے الہام پاکر اِس کا اظہار کیا (۲ پطرس ۱: ۱۷ - متّی ۱۷: ۵)
یہُودی لوگ بھی اِس مسئلہ کی ماہیت اور صداقت کے قائل تھے (زبور ۲: ۷
یسعیاہ ۹: ۵-۶) مسیح خُداوند نے خود دعویٰ کیا کہ مَیں خُدا کا بیٹا ہُوں (یُوحنّا ۹: ۳۵-۳۸
یُوحنّا ۱۷: ۱ - لوقا ۲۲: ۷۰) اُس کے مُقدّس حواریوں نے اُس کو زندہ خُدا کا بیٹا کہا۔
اور اِس اقرار کے ساتھ اُس پر ایمان لائے (یُوحنّا ۱: ۴۹ - متّی ۱۶: ۱۳-۱۶) اور جتنے اور
لوگ اُس پر ایمان لائے، اُنہوں نے اُس کو ابن اللہ کے نام پر قبول کیا (یُوحنّا ۹: ۳۵ - یُوحنّا
۱۱: ۲۷ - متّی ۱۶: ۱۶ - متّی ۱۴: ۳۳) اِسی اقرار پر مسیح خُداوند نے اپنی کلیسیا کی بنیاد ڈالی (متّی
۱۶: ۱۸) اور اِسی اقرار میں ابدی زندگی اور انکار میں ابدی سزا ہے (۱ یُوحنّا ۵: ۱۲) اِسی اقرار

میں خدا کے ساتھ رفاقت قائم رہتی ہے یعنی جو کوئی اقرار کرے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے خدا اُس میں اور وہ خدا میں رہتا ہے (۱یوحنا ۴: ۱۵) جس کے پاس بیٹا ہے اُس کے پاس زندگی ہے۔ جس کے پاس بیٹا نہیں اُس کے پاس زندگی نہیں ہے۔ جو لوگ اس مسئلہ کی اہمیت سے ناواقف ہیں وہی مسیح کی ابنیت کے منکر ہیں۔ وہ اس انکار کے ساتھ اس روحانی اور باطنی تعلق کی غلط تاویل کر کے اس پاک تعلق کو جسمانی رشتہ سے منسوب کرتے ہیں۔ اور یہ اعتراض اُٹھاتے ہیں کہ خدا کی جورو نہیں پھر بیٹا کیونکر ہوا۔ مصنف قرآن نے اس اعتراض کی بنیاد ڈالی۔ (سورۃ انعام آیت ۱۰۱) یہ اعتراض جسمانی نیت اور خیال سے مسیحیت کے خلاف اُٹھایا گیا ہے، کیونکہ جو جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں لیکن جو روحانی ہیں، وہ روحانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں (رومیوں ۸: ۵) اور روحانی باتوں کا روحانی باتوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے مگر نفسانی آدمی خدا کی روح کی باتیں قبول نہیں کرتا (۱کرنتھیوں ۲: ۱۳-۱۴) مسیح خداوند کو خدا کی جورو والا بیٹا قرار دینا قرآن کے وحی کے فہم کی کمی اور جسمانی نیت اور نفسانی مزاج کا ثبوت ہے۔ جسمانی نیت موت ہے، مگر روحانی نیت زندگی اور اطمینان ہے (رومیوں ۸: ۶)۔

حضرت جبرائیل کا انجیلی بیان سنو، اور فرشتے نے جواب میں اس سے (مریم سے) کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔ اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے۔ خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ (لوقا ۱: ۳۵) وحی آسمانی کے اس بیان کے سامنے تمام جسمانی تصور اور نفسانی خیالات اُڑ جاتے ہیں اور مسئلہ ابنیت کی حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے۔ مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا ہے اور اس بے مثل تعلق اور جلالی مرتبہ کے باعث وہ موجودات کی ہر ہستی سے افضل اور خدا کا ہمتا ہے۔

دلیل پنجم

مسیح کلمۃ اللہ ہے

ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا (یوحنا ۱:۱)

توریت شریف اور زبور مقدس اور کتب انبیاء اور انجیل جلیل میں کلمۃ اللہ کی ماہیت کا یہ بیان ہے کہ وہ اس عالم کی علت محدثہ ہے۔ حضرت موسیٰ نے خلقت کی پیدائش کے باب میں آٹھ دفعہ کلام قدرت کا ذکر کیا ہے اور توریت شریف کی تمہید میں اس نے اس حقیقت کا اعلانیہ اظہار کیا کہ خدا نے اپنی قدرت کے کلام سے ساری کائنات کو نیست سے ہست کیا۔ اور حضرت داؤد نے بھی زبور میں اس کلمۃ اللہ کو خلقت کی پیدائش کا سبب اول قرار دیا ہے (زبور ۳۳: ۶) توریت شریف اور دیگر یہود کی کتب مقدسہ کے یونانی ترجمہ میں جو ستروں کا مشہور ترجمہ ہے اور مصر میں [illegible] قدیم ایام میں کیا گیا۔ اس ترجمہ میں کلمۃ اللہ کا لوگاس ترجمہ کیا گیا اور لفظ لاگاس حکمائے یونان کی تصنیفات میں بکثرت مروج اور مستعمل تھا۔ یونانی فلاسفروں نے لفظ لاگاس کے معنی خدا کی ازلی دانش اور عقل کئے۔ اور یونانی عالموں نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کر لیا کہ لاگاس کائنات کی علت اولیٰ اور مسبب الاسباب ہے۔ لفظ لوگاس اور کلمۃ اللہ کی ماہیت اور عمیق معنوں نے یہودی اور یونانی عالموں پر یہ ظاہر کر دیا کہ کلمۃ اللہ الوہیت کا عین ہے نہ کہ غیر اور وہ غیر مخلوق ہے اور جب غیر مخلوق ہے تو وہ ازلی اور قدیم ہے۔ اس سے کلمۃ اللہ کو مخلوق مراد لینا کفر ہے۔ انجیل مقدس جس کا الہامی متن یونانی ہے اس میں اس لاگاس کی شان میں یوں آیا ہے کہ ساری چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا

ہوئی (یوحنا ۱: ۱-۳) اور وہ کلام مجسم ہوا، اور فضل اور راستی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا۔ وہی خدا کا ازلی جلال تھا اور الوہیت کی ساری معموری اُسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے (کلسیوں ۲: ۹) اور خدا نے اگلے زمانے میں تو بنی آدم سے نبیوں کی معرفت حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح کلام کیا، مگر اس زمانے کے آخر میں وہ کلمۃ اللہ کے وسیلے ہم سے ہمکلام ہوا، جسے اُس نے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلہ سے اُس نے عالم بھی بنائے۔ وہ ذاتِ باری تعالیٰ کے ازلی جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہے اور سب چیزوں کی علتِ حیات ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت سے سنبھالتا ہے (عبرانیوں ۱: ۱-۳) اور کلمۃ اللہ ہی عالم کی پیدائش اور حیات اور بقا کی علت ہے۔ دیکھو کیا لکھا ہے۔ اُسی میں ساری چیزیں پیدا کی گئیں۔ عرش کی ہوں یا فرش کی۔ مرئی ہوں یا غیر مرئی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات ساری چیزیں اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے اور اُسی میں سب چیزیں قائم رہتی ہیں (کلسیوں ۱: ۱۶-۱۷) زمانے اور وقت سے پہلے ایام الازل میں کلمۃ اللہ تھا۔ اور اللہ اور کلمۃ اللہ میں ازلی اور ذاتی رفاقت اور اتحاد ہے یعنی وہی کلام خدا تھا۔ زمانے کے لحاظ سے ابتدائے زمانہ تھا۔ اور ازلی تعلق کے اعتبار سے خدا کے ساتھ اور ذات کے اعتبار سے خدا تھا (یوحنا ۱: ۱-۲)۔

کلمۃ اللہ کا ازلی ظہور شانِ الوہیت کے باطن میں تھا۔ اور جب خارج میں اُس کا ظہور ہوا تو اول تو یہ عالم نیست سے ہست ہوا اور خدا نے کلمۂ قدرت کے وسیلے اپنے خارج میں جب اپنے تئیں ظاہر کیا تو اس کا انجام یہ ہوا کہ مادہ اور ارواح عدم سے وجود میں آ گئے۔ اس لئے کلمۃ اللہ کی شان میں یہ آیا ہے کہ ساری چیزیں اُس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں (یوحنا ۱: ۳) اور بعدہٗ خارجی ظہور کا کمال تجسم میں نظر آیا یعنی کلمۃ اللہ نے انسانیت کو اختیار کیا اور فضل اور راستی سے معمور ہو کر انسانوں کے درمیان رہا۔

جیسا لکھا ہے کہ کلام مجسم ہُوا (یُوحنّا ۱: ۱۴) یعنی کلمتہ اللہ نے کامل انسانیت کو اختیار کیا (عبرانی ۲: ۱۴) وہ زندگی کا کلام تھا جسے انسانوں نے دیکھا اور چھوا۔ اور اُس کی باتوں کو سُنا اور اُس کی گواہی دی (انجیل ۱: ۷-۸، یُوحنّا ۱: ۱-۲) کلمتہ اللہ کا یہ انجیلی بیان نہایت عجیب اور لاثانی بیان ہے۔ انجیل کے اس اعلیٰ تصوّر اور ماہیّت تک نہ تو حکمائے یُونان کی عقل کی رسائی ہو سکی اور نہ ہی علمائے بنی اسرائیل نے الہام کی روشنی میں مزید تحقیق سے کام لیا۔ علمائے یہود کے درمیان کلمتہ اللہ کا لفظ نہایت قابلِ تعظیم اور اُن کو بہت عزیز تھا اور اس لفظ نے اُن کے دلوں میں خاص اُنسیت پیدا کر لی اور فائیلو جیسے یہودی عالم نے بھی اس لفظ لاگاس کو خُدا کی قدرت اور ازلی عقل قرار دیا۔ یہودی عالموں نے ذاتِ الٰہی کے اس باطنی اور خارجی ظہور کا ایسا صاف اور صریح ادراک نہ پایا جیسا رُوح القدس کی تحریک سے مسیح کے مُقدّس حواریوں پر ظاہر کیا گیا کہ وہ جسم میں ظاہر ہُوا اور رُوح میں راستباز ٹھہرا اور فرشتوں کو دکھائی دیا (۱-تموتھی ۳: ۱۶) اور اُلوہیّت کی ساری معموری اُسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے جو ساری حکومت اور سرداری اور اختیار کا سر ہے (کلسیوں ۲: ۱۰

اس الٰہی منصب اور ازلی شان میں وہ تمام مخلوقات کی علّت اور مسبّب الاسباب ہے اور وہ اپنی ازلی ہستی کی ازلی صُورت میں لا محدُود اور ہمیشہ قائم اور حیات ہے اور اُس کی فضیلت بیان سے باہر ہے اور وہ عزّت اور بزرگی میں بے پایاں ہے۔

دلیل ششم

مسیح کی تعلیم سب سے افضل ہے

جو تعلیم مسیح خُداوند نے اپنے حواریوں اور اُن سب کو جو اُس کے پاس آتے اور اُس کی سُنتے اور اُس سے خُدا کی بادشاہت اور نجات کی حقیقت دریافت کرتے مخفی دی وہ

جس پر عمل کرنے کے لئے مسیح خُداوند نے غیر معمولی زور دیا۔ وُہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ دُنیا کے تمام دیگر مذاہب کی تعلیم مسیحی تعلیم کے مقابلہ میں نہایت ناقص اور قدر میں کمتر اور تمام بنی نوع انسان کے لئے یکساں مُفید نہیں ہے۔ مسیحی تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ تم پاک ہو، جیسا خُدا پاک ہے اور نیز یہ بھی کہ تم کامل ہو جیسا تُمہارا آسمانی باپ کامل ہے (متی ۵: ۴۸) مسیح کی تعلیم میں ہمدردی اور اخوت کا قانون عالمگیر ہے۔ یسُوع مسیح نے محبّت اور پاکیزگی کو مسیحیت کا مرکز قرار دیا اور خُدا کی قُربت اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے محبّت اور پاکیزگی کو مقدم ٹھہرایا۔ (متی ۵: ۸) اور نیک سامری کی تمثیل سے مسیح خُداوند نے عالمگیر ہمدردی اور وسیع برادری کی مثال قائم کر دی۔ (لُوقا ۱۰: ۳۰-۳۷) اور صرف محبّت اور پاکیزگی کو شریعت الہیٰ کی جان اور جگہ قرار دیا۔ مسیحی تعلیم خُدا اور انسان کے درمیان صحیح تعلق قائم کرنے کو کافی اور نہایت مُفید ہے۔

یہودی سرداروں اور شریعت کے عالموں نے کئی دفعہ اُس کی باتوں کو گرفت کرنے اور اُس میں نقص نکالنے کی ہر ممکن کوشش کی، اور نہایت اہم اور مُشکل سوالوں سے اُس کی آزمائش کی اور کسی ایسی بات کو پکڑنے کی دُھن میں لگے رہے، جس سے وُہ مسیح پر کوئی عیب رکھ سکیں، اور اُس کی تعلیم میں حرف لانے میں کامیاب ہو سکیں۔ مگر یسُوع ناصری کے جوابوں اور کلام کی صحت اور صفائی سے دنگ اور لاچار رہ گئے، اور مسیح کی تعلیم کے آگے جُھک گئے۔ اور ہر زمانہ مسیح کے مخالفوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مسیحی تعلیم پر نکتہ چینی اور حرف گیری کے طومار باندھ کر بنی نوع انسان کو دھوکہ دینے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور اسی شغل میں اپنی ساری عُمر صرف کر دی کہ کوئی ایسی بات پکڑیں جو مسیحیت کی قدر اور شان کو کم کرنے والی ہو۔ اس دَوڑ میں مسیح کے سارے دُشمن ہار گئے اور مجبور و لاچار ہو کر اُنہوں نے اقبال کر لیا کہ مسیحی تعلیم بنی نوعِ انسان کے حسب حال اور مُفید مطلب ہے اور ساری دُنیا کے ہادیوں اور رہبروں نے مسیحی

تعلیم کو اپنی کامیابی کا مرکز بنایا۔ مسیح خداوند خود دنیا کے لئے ایثارِ نفسی اور خود انکاری اور بُردباری اور حلم و فروتنی کا نمونہ بنا۔ اُس نے یہ فرمایا کہ اس دُنیا کا چند روزہ عیش و آرام اور خوشی آیندہ جہان کی ابدی خوشی اور آرام اور لازوال برکتوں سے کم تر اور بعض حالتوں میں نقصان دہ بھی ہے اور یہ دُنیا چند دن کی مُسافرت ہے۔ اُس نے دُنیا کی ناپائیداری اور حیاتِ مستعار کی بے ثباتی کے باعث یہ فرمایا کہ یہ دُنیا انسان کا اصلی گھر نہیں بلکہ انسان کا اصلی وطن اور گھر آسمان پر ہے اور یہ انسان اس دُنیا میں پردیسی اور مسافر ہے اور مُقدسوں کی لازوال اور غیر فانی میراث آسمان پر ہے (رومیوں ۸: ۱۸-۲۲، ۱ پطرس ۲: ۱۱-۲۲، ۲ کرنتھیوں ۵: ۱-۲، ۱ پطرس ۱: ۴-۵) اس لئے اُس نے بڑی تاکید کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اپنی جان دُنیوی اغراض کی خاطر بچائے گا وہ اُسے کھوئیگا اور جو کوئی اپنی جان ثوابِ عاقبت کے لئے نثار کرے گا، وہ اُسے بچائیگا (متی ۱۶: ۲۴-۲۶)۔

مسیح خداوند کا پہاڑی وعظ جو انجیل متی کے ۵ و ۶ و ۷ ابواب میں پایا جاتا ہے اور ساری تمثیلات اخلاقی شریعت کا خلاصہ اور مُفید اختصار اور الٰہی رضا کا کامل اظہار ہے۔ انسان کی نجات اور خدا کی بادشاہت کے بھیدوں کو نہایت سادگی اور صفائی سے بتایا گیا ہے۔ مسیح کا طرزِ کلام عام فہم اور سامعین کے تجربات اور مشاہدات کی بنا پر تھا۔ اُس کے کلام کی عمدگی اور ہر ترکیب حسبِ حال اور حسبِ موقعہ تھی۔ اور ہر تشبیہ حقیقت اور مجاز کی کامل تشریح اور حُسن و لطافت سے پُر ہے۔ اس طرزِ لطافت کا بیان صدیوں پیشتر زبُور نویس نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ تو حُسن میں بنی آدم سے بڑھ کر ہے اور تیرے ہونٹوں میں لطف بھرا گیا (زبُور ۴۵: ۲-۹)۔ خدا کے فضل کے اظہار میں ان پُر فضل باتوں سے جو اُس کے مُنہ سے نکلتی تھیں، یہودی عالم متحیر اور دنگ تھے (لوقا ۴: ۲۲) اور کسی اور موقعہ پر

اُنہوں نے اقرار کر دیا کہ یسُوع ناصری کا طرزِ کلام فوق الانسان ہے (یُوحنّا ۷: ۴۶)۔ مسیح نے یہ تعلیم اعلانیہ طور پر یہُودیوں کے عبادت خانوں اور بیت المقدّس میں جہاں سب یہُودی جمع ہوتے تھے دی، اور پوشیدگی میں کچھ نہ کہا۔ اور یہ بات مسیح نے سردار کاہن کے رُوبرُو بھی کہہ دی کہ میری تعلیم سب لوگوں میں مشہور ہے (یُوحنّا ۱۸: ۱۹-۲۰)

پہاڑی وعظ کے اختتام پر ساری بِھیڑ اُس کی تعلیم سے حیران ہُوئی کیونکہ وُہ اُن کے فقیہوں کی طرح نہیں بلکہ صاحبِ اختیار کی طرح اُنہیں تعلیم دیتا تھا (متی ۷: ۲۹) اور بڑے بڑے یہُودی عالم بھی یسُوع مسیح کے کلام کی صحت اور سچائی کے قائل تھے (متی ۲۲: ۲۳-۳۳ ۔ ۴۶) مسیح نے عبادت کے ہر کام میں ریاکاری کی برملا مذمت کی۔ دُعا اور خیرات اور روزہ وغیرہ کی قبولیت اور خُوشنودی کو نیّت پر منحصر ٹھہرایا۔ اُس نے بڑے زور سے تعلیم دی کہ نیکی کے ہر کام میں ریاکاری خُدا کی نظر میں نفرتی گُناہ ہے اور انسان کی سب نیکی ریاکاری سے پاک ہونی چاہیئے، کیونکہ عبادت کا تعلق دِل سے ہے اور خُدا دلوں کو جانتا ہے اور خُدا رُوح ہے اور لازم ہے کہ اُس کے پرستار رُوح اور سچائی سے خُدا کی پرستش کریں (یُوحنّا ۴: ۲۴) مسیح کی تعلیم کی سنہلی بات یہ ہے کہ جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں، ویسا ہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو، اور برادرانہ اُلفت اور محبت اور دِل کی صفائی کے بغیر خُدا کی عبادت بے فائدہ ہے (متی ۵: ۲۲-۲۴) کامل اُستاد اور افضل مُعلّم ہونے کی حیثیت میں مسیح ناصری جملہ بنی آدم کا سچا ہادی اور کامل رہنما ہے۔ اور یہ بات اُس کی فضیلت کی آفتاب نما دلیل ہے۔

لہ اس تعلیم کے اثر نے دُنیا میں عالمگیر انقلاب پیدا کر دیا۔ اور مسیحی ایمانداروں نے صلیبی زندگی کے اثر سے جہان سے جبر اور ظلم اور زیادتی اور تشدّد کو مٹا دیا، اور مسیح کے سامنے مخالف مغلُوب ہو کر مسیحیت کے فتحمند جھنڈے کے آگے جُھک گئے۔ (مُصنّف)

دلیل ہفتم

معجزاتِ مسیح

یسوع مسیح کے معجزات بھی اُس کی فضیلت کے گواہ ہیں (اعمال ۲: ۲۲)
اَے اسرائیلیو! یہ باتیں سُنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خُدا کی طرف سے
ہونا تُم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہُوا جو خُدا نے اُس کی
معرفت تُم میں دکھائے۔ مسیح کے معجزات کا جو بیان تفصیلاً اناجیل میں ملتا ہے وُہ
بیان کسی خارجی شہادت کا محتاج نہیں۔ اور اُس کے ہر معجزہ میں اُس کی قدرت
اور اختیار اور انسان پر خُدا کے فضل اور رحمت کا اظہار پایا جاتا ہے۔

۱۔ اُس نے مُردوں کو زندہ کیا (لُوقا ۷: ۱۵ یُوحنا ۱۱: ۴۴ مرقس ۵: ۴۲)

۲۔ اُس نے کوڑھیوں کو شفا بخشی (متّی ۸: ۱-۸ لُوقا ۱۷: ۱۱-۱۵)

۳۔ اُس نے مفلوجوں اور مدّت کے مریضوں اور ناتوانوں کو تندرست کیا
(مرقس ۲: ۱-۱۲ یُوحنا ۵: ۱-۱۰)

۴۔ اُس نے اندھوں بلکہ جنم کے اندھوں تک کو بھی بینائی بخشی۔
(یُوحنا ۹: ۱-۷ لُوقا ۱۸: ۲۵-۴۲)

۵۔ اُس نے انسانوں سے شیاطین اور بدروحوں کو اُتارا، اور وُہ بالکل
اچھے ہو گئے۔ (مرقس ۵: ۱-۱۵ متّی ۴: ۲۳-۲۵)

۶۔ اُس نے ہوا اور پانی کو ڈانٹا اور وُہ اُس کے حکم سے تھم گئے (متّی
۱۴: ۲۲-۲۷ لُوقا ۸: ۲۲-۲۵)

۷۔ اُس نے پانچ جَو کی روٹیوں اور دو مچھلیوں سے پانچ ہزار سے زیادہ لوگوں کو

کھلایا۔ اور ایک اور موقعہ پر بھی سات روٹیوں سے چار ہزار کو سیر کیا (متی ۱۵: ۳۲-
۳۸ یوحنا ۶: ۱-۱۵)

۸- اُس نے طرح طرح کی بیماریوں سے لوگوں کو شفا دی، اور جو لوگ اُس کے پاس آتے تھے وہ اُس کے دستِ کرم سے شفا پاتے تھے۔ اُس نے تپ۔ بخار۔ مرگی والوں۔ بہروں۔ گونگوں اور مختلف عارضہ والوں کو اپنے کلام قدرت اور دستِ کرم سے کامل تندرستی اُن سب کے سامنے دی، جو اُس کے مخالف تھے۔ اگر اُس کے اس قسم کے سب خرقِ عادت کاموں کا مفصل بیان تحریر میں لایا جاتا تو عالم قرطاس میں اِن کی سمائی ممکن نہ تھی (یوحنا ۲۱: ۲۵)

۹- وہ یہودیوں کے ہاتھ سے مصلوب ہو کر تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھا۔ خدا نے موت کے بندھن کھول کر اُسے جلایا۔ کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وہ موت کے قبضہ اور اختیار میں رہتا (اعمال ۲: ۲۴ زبور ۱۶: ۱۰) انجیل مُقدّس کے چاروں صحیفوں میں اس واقعہ کا مفصل بیان ہے۔ مُقدّس حواریوں کی چشم دید گواہی اور اُنیس سو سال کا عالمگیر مسیحی اتفاق اِس معجزے کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے اور یہ ایک ایسا معجزہ ہے جس میں مسیح کی موت اور قبر پر کامل اور دائمی فتح کی آسمانی شہادت ہے (یوحنا ۱۰: ۱۸)

۱۰- مسیح خداوند کا صعود بھی ایک بڑا معجزہ ہے۔ وہ آدمیوں کی ایک بڑی جماعت کی موجودگی میں آسمان پر اُٹھایا گیا اور آسمان کے فرشتے اور مُقدّس حواری اور ایمانداروں کی کثیر تعداد مسیح یسوع کے صعود کے گواہ ہیں (اعمال ۱: ۹-۱۱ لوقا ۲۴: ۵۰-۵۲ اکرنتھیوں ۱۵: ۴-۷ وغیرہا)

۱۱- اُس کی آمدِ ثانی اور اُس وقت کے غیر معمولی واقعات سب معجزانہ ہی ہوں گے۔ اُس کی آمد کا برق نما جلوہ اور چہرہ خورشید پر ظلمت کا سایہ اور مہتاب کی چمک کی مانند ستاروں کو گرنا اور آسمانی قوتوں میں جنبش سب خرقِ عادت واقعات ہوں گے۔

(متّی ۲۴ : ۲۷-۳۱، ۱-تھسلنیکیوں ۴ : ۱۶-۱۷) اور جتنے قبروں میں ہیں وُہ بھی اُس کی آواز سُن کر نکلیں گے (یُوحنّا ۵ : ۲۸)

۱۲- وُہ انسانوں کے دِلوں اور تصوّرات سے واقف تھا- اور دیدنی اور نادیدنی عالم اُس کی نظروں میں بے پردہ اور بے نقاب تھے- اور کوئی چیز اُس سے چھپی ہوئی نہ تھی- اِس بات میں وُہ اپنی ازلی ہستی کی ازلی صُورت میں بے نیاز ہے (یُوحنّا ۲ : ۴۸ ۵۷ : ۴۲ و ۶۵ : ۶۱-۶۴- متّی ۹ : ۴- مکاشفہ ۲ : ۲۳- متّی ۱۷ : ۲۷ لُوقا ۲۲ : ۱۰)

نوٹ ۱:- (۱) جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولنا ایک ایسا مُعجزہ ہے جو عدم سے وجُود میں لانے والے خُدا ہی سے منسوب کیا جا سکتا ہے- اور ہوا اور پانی پر بھی حکمرانی حرفِ فطرت کی فاطر کا حق ہے- اور اپنے ذاتی اختیار سے موت کے بندھن کو توڑنا اور عالمِ بالا پر صعُود فرمانا انسان سے افضل ہستی کا کام ہے- اگلے نبیوں اور مسیح کے حواریوں نے بھی مُعجزے کیے مگر مسیح کے مُعجزوں اور نبیوں اور حواریوں کے معجزات میں یہ فرق ہے کہ مسیح خُداوند نے ایسے کام اپنے ذاتی اختیار سے کیے اور انبیا اور مُقدّس حواری مسیح سے اختیار پا کر مُعجزے کرتے تھے (اعمال ۳ : ۶ و ۹ : ۳۴ و ۱۶ : ۱۸ مرقس ۱۶ : ۱۷-۱۸ متّی ۱۰ : ۸ ۱-پطرس ۱ : ۱۱)

نوٹ : (۲) مُعجزہ ایک ایسا نشان ہے جس کا ظہور فاطر کے فطرت پر قادر ہونے کی قوی دلیل ہے مُعجزے کا فعل قُدرت کے قانُون کے بھی خلاف مانا نہیں جا سکتا، بلکہ قانُونِ قُدرت کی تائید اور موافقت ہے مثلاً مُردہ کا زندہ ہونا قانُونِ قُدرت کے اس لئے خلاف نہیں کہ موت قانُون کے قائم ہونے کے بعد کا واقعہ ہے- اور موت تو گُناہ کی وجہ سے انسان پر سزا کے طور پر آئی ہے- انسان زندگی کے لئے خُدا کی صُورت پر خلق ہُوا- موت گُناہ کا حاصِل ہے (رومیوں ۶ : ۲۳ پیدائش ۳ : ۹) اور بے پدر تولّد بھی اِس لئے قانُونِ قُدرت کے خلاف نہیں کہ خلقت کی پیدائش کے قانُون میں ساری

کائنات بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئی۔ سو بے پدر تولد پہلے قانون کا ساتھ دیتا ہے۔ ماں باپ سے پیدائش کا سلسلہ انسان کی برگشتگی کے بعد کا طریقہ ہے اور کسی اندھے، لنگڑے، کوڑھی اور اپاہج کو تندرست کرنا بھی قانونِ قدرت کے اُلٹ نہیں، کیونکہ انسان خُدا کی صُورت پہ پیدا کیا گیا۔ اور خُدا کی صُورت کامل اور بے نقص ہے اور بے نقص اعضاء کی ترکیب اور ترتیب سے پہلا انسان پیدا ہُوا۔ اس قسم کے مریضوں کو کامل شفا دینا پہلے اور قدرت کے قانون کی بحالی ہے۔

نوٹ :۔ (۳) لوہے کا پانی پر تیرنا اور ہوا اور پانی کا تھمایا جانا اور کسی ممکن الوجود میں تغیر اور افراط و تفریط بھی قانونِ قدرت کے خلاف نہیں۔ اس لئے کہ واجب الوجود کا ممکن الوجود پہ پُورا حق اور اختیار ہے اور خالق اور مخلوق کے حق اور اختیار میں امتیاز مستلزم ہے۔ جس خُدا نے اس مادی عالم کو نیست سے ہست کیا، وہ صانع ہو کر اپنی صنعت پر پُورا اختیار رکھتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ مادی عناصر خُدا کے دستِ قُدرت سے باہر ہیں، اور خُدا مادی وجُود میں دست انداز ہونے میں عاجز اور لاچار ہے سخت نادانی اور خُدا کی ہستی اور قدرتِ مطلقہ کا انکار ہے۔ اور شانِ الوہیت کی ہتک اور توہینِ محض ہے۔ پس وہ جیسا چاہتا ہے ویسا آسمان کے لشکروں کے ساتھ اور زمین کے باشندوں کے درمیان کام کرتا ہے اور کوئی نہیں جو اُس کا ہاتھ روک سکے، اور اُس سے کہے کہ تو کیا کرتا ہے (دانی ایل ۴: ۳۵) اے انسان تو کون ہے جو خُدا کے سامنے جواب دیتا ہے؟ کیا بنی ہُوئی چیز بنانے والے سے کہہ سکتی ہے کہ تُو نے مجھے کیوں ایسا بنایا۔ کیا کمہار کا مٹی پر اختیار نہیں؟ (رومیوں ۹: ۲۰-۲۱)۔

دلیل ہشتم

مسیح خداوند کی معصومیت

مسیح خداوند کی کامل عصمت اُس کی جملہ بنی آدم پر فضیلت کی بڑی دلیل ہے۔ وہ کامل انسان ہو کر ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا، تاہم بے گناہ رہا (عبرانیوں ۴: ۱۵) سب آدمی گنہگار ہیں صرف ایک ہی گناہ سے مبرا ہے اور وہ یسوع مسیح ہے۔ وہ معصوم مطلق ہے اور اُس کی ذات میں گناہ نہیں۔ ساری دنیا اُس شریر یعنی شیطان کے قبضے میں پڑی ہوئی ہے (۱۔یوحنا ۵: ۱۹) گناہ ہر انسان کی فطرت میں ایک فتور ہے، جو ہمارے پہلے ماں باپ آدم اور حوا سے سب آدمیوں کو ورثہ میں ملا۔ انسان کا اپنا تجربہ اور مشاہدہ گناہ کی حکومت اور اثر اور ہمہ گیری کا گواہ ہے۔ انسان گناہ کا غلام ہے اور اس غلامی سے آزادی انسانی قدرت اور اختیار سے باہر ہے۔ انسان بذاتِ خود گناہ کی غلامی سے آزاد ہونے سے لاچار اور بے بس ہے۔ عام انسان تو درکنار اولیا و انبیاء اور تمام مذہبی اور اخلاقی اور انسان کے بڑے بڑے ہادی اور رہنما اور حکما بھی گناہ کے بس میں آ گئے۔ وہ بھی اور انسانوں کی طرح ذاتی اور عملی خطاؤں سے پاک نہ تھے بلکہ بعض اوقات وہ بھی انسانی فطرت کی کمزوریوں میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ صرف ایک ہی ہستی ساری کائنات میں گناہ سے پاک اور کامل معصوم ہے وہ یسوع مسیح ہے۔ وہ انسانی صورت میں ظاہر ہو کر انسانوں کے درمیان رہا۔ اور انسانوں کی طرح ہر بات میں آزمایا گیا، تو بھی بے گناہ رہا (عبرانیوں ۴: ۱۵) اُس نے اپنی بے گناہی کا دعویٰ کر کے یہودی عالموں کو چیلنج بھی دیا کہ کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے (یوحنا ۸: ۴۶) اُس کے سارے دشمن بھی

اُس کی بے گناہی پر گواہی دے گئے اور اُس کی پاک اور بے لوث زندگی پر حرف نہ لا سکے ۔ رُومی گورنر پلاطس جس کے حضور میں یسُوع مسیح مجرم کی حیثیت میں حاضر کیا گیا ، اور اُس کی بیگم اور وُہ صُوبہ دار جو صلیبی واقعہ کا چشم دید گواہ اور ذمہ دار افسر بھی تھا اور مُرتد یہُوداہ اسکریوطی وغیرہ سب مسیح کی بے گناہی پر یہُودی سرداروں اور قوم کے بزرگوں کے سامنے علانیہ گواہی دے گئے (یُوحنا ۱۸: ۳۸ و ۱۹: ۴-۶ متی ۲۷: ۱۹ لُوقا ۲۳: ۴)۔ اور شیطان بھی جو تمام بنی آدم کا دشمن اور خدا کے بندوں پر تہمت لگانے اور گمراہ کرنے کے لئے ہر وقت گرجنے والے شیر ببر کی طرح ڈھونڈھتا پھرتا ہے (۱ پطرس ۵: ۸ مکاشفہ ۱۲: ۱۰) اُس نے اور اُس کی برگشتہ برادری کی شیاطین نے بھی مسیح خداوند کو خدا کا قدوس کہا اور وُہ مسیح سے ڈرتے اور کانپتے رہتے تھے (مرقس ۵: ۷)

معصُومیت مسیح خداوند کا وُہ منصب ہے جو جُملہ بنی آدم میں صرف اکیلے اُسی کو حاصل ہے ۔ اِسی منصب کے باعث وُہ گنہگاروں کا منجی اور شفیع ہے ، اور ہمارے گناہوں کا کامل کفارہ ہے (۱ پطرس ۱: ۱۹-۲۰ ۱ یُوحنا ۲: ۱، ۲) اور اِسی رفیع الشان فضیلت کے باعث وُہ خدا اور انسان کا درمیانی ہے (۱ تمطاؤس ۲: ۵ ۲ کرن ۵: ۱۹) پاک خُدا اور گنہگار انسان کے درمیان ایک کامل اور معصُوم درمیانی کی ضرورت تھی ، سو خُدا نے مسیح میں ہو کر دُنیا کے ساتھ اپنا میل ملاپ کرا لیا ، اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا (۲ کرن ۵: ۱۹) کوئی گنہگار کسی گنہگار کے لئے سہارا اور فدیہ اور شفیع اور منجی نہیں ہو سکتا ۔ مگر وُہی جو گناہ سے مُبرّا اور پاک ہو ۔ اس منصب پر صرف یسُوع مسیح ہی ممتاز ہے جو ذات اور صفات اور اقوال و افعال میں بے خطا اور

لہ وُہ اس سلسلہ عام کے برعکس پیدا ہُوا جو انسان کی برگشتگی کے بعد شروع ہُوا ۔ اس گنہگار سلسلے میں جتنے انسان آدم کی نسل سے معمُولی طور پر پیدا ہوتے ہیں وُہ آدم کے سے گناہ میں شامل ہیں (زبور ۵۱: ۵) مسیح کی پیدائش میں وُہ سلسلہ عام جو گناہ آلودہ اور بگڑی ہُوئی انسانیت کا سلسلہ تھا ۔

بے نقص اور بے ریا اور راستباز ہے (عبرانیوں ۷: ۲۶ - اعمال ۳ : ۱۴) اس لئے وہی اکیلا منجی اور شفیع المذنبین ہے (عبرانیوں ۷: ۲۵) اس قدوس اور عظیم الشان منصب اور مرتبے کے باعث مسیح خداوند کی شان اوروں سے بلند اور بالا ہے اور اس کو چھوڑ کر کسی اور پر نجات کے لئے بھروسہ رکھنا ہولناک بات ہے اور جو اُس پر ایمان نہیں لاتا، اُس پر خدا کا غضب رہتا ہے (یوحنا ۳: ۳۶)

دلیل نہم

مسیح خداوند فاتح ہے

مسیح خداوند کا اپنا دعویٰ ہے کہ میں دنیا پر غالب آیا ہوں (یوحنا ۱۶: ۳۳) دنیا انسان کے لئے آزمائش کا گھر ہے۔ دنیا عزت اور شان و اقبال اور عیش و آرام اور ناموری کی خاطر سر توڑ لڑ رہی ہے۔ اور دنیا میں جو انسان اس معرکہ میں جیت جاتا ہے وہ دنیا کی نظر میں بڑی قدر و منزلت کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ دنیا ایک جال ہے جس نے بنی نوع انسان کو گھیر کر اپنا اسیر بنا لیا ہے۔ مسیح خداوند بھی اس دنیا میں آیا اور ہمارے درمیان رہا اور ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا۔ تاہم دنیا سے مغلوب نہ ہوا (عبرانیوں ۴: ۱۵) اُس کے سامنے بھی دنیا کی شان اور جلال رکھا گیا، اور اس کے حصول کا وہ طریقہ اُس کے آگے پیش کیا گیا جس میں کائنات کے مالک کی عزت ہتک اور توہین تھی۔ مسیح نے اُس دنیوی اور فانی جلال پر لات مار کر کسی اور موقع پر

(بقیہ صفحہ ۳۵) [illegible] نے توڑ دیا۔ اور ایک نرالی بشریت جو گناہ سے مبرا تھی معجزانہ طور پر خلق کی گئی اور وہ بشریت الوہیت کا ظرف قرار دی گئی۔ اس لئے اُس کی ذات میں گناہ نہیں (۱-یوحنا ۳ : ۵) مسیح کی معجزانہ پیدائش بھی اُس کی کامل عصمت کی شاندار دلیل ہے۔ (مصنف)

بہ فرمایا کہ لومڑیوں کے لئے بھٹ اور پرندوں کے لئے گھونسلے ہیں مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کو جگہ نہیں (لوقا ۹ : ۵۸) ہر انسان دُنیا سے مغلوب رہا، مگر آ گیا مسیح خُداوند دُنیا پر غالب آیا اور اُس نے انسانیت کے ہر دشمن پر غلبہ پاکر وہ نام پایا جو اُس کے غیر میں ناپید ہے ۔

(۱) وہ شیطان پر غالب آیا۔ اُس نے شیطان اور اُس کی ساری قوتوں پر اور اختیار پر فتح پائی اور دُنیا کے آخیر میں بھی شیطان یسوع خُداوند کے ہاتھ اور اختیار سے باندھا جا کر ابدی عذاب میں ڈالا جائیگا (مکاشفہ ۲۰ : ۲۰) انسان کی برگشتگی کے بعد جو خُدا کا وعدہ تھا اُس میں شیطان کے سر کو کچلنے کے لئے عورت کی نسل کو ہی حق اور اختیار اور شرف بخشا گیا ہے (پیدائش ۳ : ۱۵) وہ اس لئے ظاہر ہوا کہ ابلیس کے کاموں کو نیست کرے اور جب وقت پورا ہوا تو تب خُدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہو کر تکمیل شرع کا باعث بنا (گلتیوں ۴ : ۴) بڑی آزمائش کے وقت مسیح نے ابلیس کے سارے حیلے اور حوالوں اور فریب کاریوں کا مقابلہ کیا اور روح کی تلوار سے جو خُدا کا کلام ہے اُس ملعون کو سخت شکست دے کر بھگا دیا جس سے ہمیشہ کے لئے شیطان کی قوت اور اختیار کو زوال آ گیا اور مسیح کے بھاری دشمن اس فتح کے طفیل ہار گئے۔ مسیح نے دُنیا میں آکر شیطان کو باندھ کر اُس کے گھر کو نیست کر دیا۔ اور اُس کے سارے کارخانے میں آگ لگا دی (متی ۱۲ : ۲۹)

۲۔ مسیح نے موت پر غلبہ پایا:۔ موت انسان کا بھاری دشمن اور گناہ کا ڈنک ہے (۱ کرن ۱۵ : ۵۶) اِس ظالم موت نے خویش و اقارب کے دلوں پر غم اور رنج و الم اور جدائی اور مفارقت کا بھاری بوجھ ڈال رکھا ہے۔ دُنیا میں جو اس کا شکار ہوا وہ ہمیشہ کے لئے دُنیا کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ مسیح خُداوند کا بھی موت سے مقابلہ ہوا مگر وہ اس معرکہ میں موت پر غالب آ گیا اور موت کے بند کھول کر تیسرے دن مُردوں

میں سے جی اُٹھا کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وہ موت کے قبضہ اور اختیار میں رہتا (زبور ۱۶: ۱۰
اعمال ۲ : ۲۴) مسیح خداوند کی موت پر فتح دائمی ہے اور وہ پھر نہیں مرنے کا۔ اور
موت پھر اُس پر اختیار نہیں رکھتی (رومیوں ۶ : ۹) دُنیا کے سب انسان موت کے
بندھن میں قیامت کے دن تک اپنی اپنی قبروں میں خاک میں سوئے رہیں گے۔ مگر
خداوند مسیح قیامت کا پہلا پھل ہے (۱۔کرن ۱۵ : ۲۰) اور مسیح کے جی اُٹھنے
سے موت فتح کا لقمہ ہو گئی (۱کرن ۱۵ : ۵۴-۵۵) اُس نے موت کو نیست اور
زندگی اور بقا کو انجیل سے روشن کر دیا (۲ تمطاؤس ۱ : ۱۰)۔

(۴) مسیح خداوند نے قبر پر بھی فتح حاصل کی۔ موت کے بعد اس دُنیا
میں انسان کا گھر گور ہے۔ اِس ہولناک تنگ اور تاریک گڑھے میں انسان سڑ کر خاک
میں مل جاتا ہے (واعظ ۳ : ۲۰ و ۱۲ : ۷) دُنیا کے شروع سے انسان کی ساری نسل
گور اور راکھ کا شکار ہو گئی ہے۔ اس گور نا مُراد نے انسان کی خوبصورت ہستی کو
بڑی بے رحمی اور بیدردی سے اپنی خوراک بنایا اور اس کا پیٹ نہیں بھرا (امثال
۲۷ : ۲ و امثال ۳۰ : ۱۶) مگر مسیح خداوند کے حق میں حضرت داؤد کی زبانی یہ کہا جا
چکا تھا کہ تُو میری جان کو گور میں نہ چھوڑے گا اور نہ اپنے قدوس کو سڑنے کی نوبت
پہنچنے دے گا (زبور ۱۶ : ۱۰-۱۱) مسیح خداوند جمعہ کے دن کے پچھلے پہر میں دفنائے
گئے اور اتوار علی الصبح مُردوں میں سے جی اُٹھے اور بڑی قدرت کے ساتھ قبر
کے بندھن توڑ کر اس آخری دُشمن کو پچھاڑ دیا (رومیوں ۱ : ۴) اور اس فتح میں
آسمانی لشکروں کی ایک زور آور ہستی کا ایسا رُعب چھا گیا کہ رومی سرکار کی
پولیس کی گارد بیتاب ہو کر دہشت اور غش کا شکار ہو گئی، اور اس فتح میں
مسیح کے سامنے مخالفوں کی اُمیدیں ٹوٹ گئیں۔ اِن فتوحات کے بعد وہ للکارا مار کر
صعود فرما گئے اور اس فتح عظیم کی خوشی میں آسمان کے لشکروں نے بڑے تپاک سے شہزادہ

بلند اقبال کا شاہی استقبال کیا (مکاشفہ ۶:۱-۲ - مکاشفہ ۱۹: ۱۱-۱۶) اور آسمان پر سے یہ بڑی آواز سنائی دی کہ اب ہمارے خدا کی نجات اور قدرت اور بادشاہت اور اس کے مسیح کا اختیار ظاہر ہوا (مکاشفہ ۱۲: ۱۰) اس بڑی فتح کے باعث وہ بڑے جلال میں دوبارہ اس دنیا کا انصاف کرنے کو آئے گا، کیونکہ عدالت کا سارا اختیار اُسی کو بخشا گیا ہے (یوحنا ۵: ۲۲ - متی ۱۶: ۲۷، ۱- پطرس ۴: ۵ - متی ۱۲: ۳۶- رومیوں ۱۴: ۱۲ - ۲ کرن ۵: ۱۰ - متی ۲۴: ۳۰ و ۲۵: ۳۱) اور قتلِ دجال کے بعد ساری دنیا کی شان اور اقبال اور بادشاہتیں مسیح کی مطیع ہوں گی۔ اور اس کی سلطنت لازوال ہوگی (دانی ایل ۲: ۴۴ یسعیاہ ۹: ۶ - زبور ۲: ۹) اور ہر ایماندار جس کا بھروسہ مسیح کی فتح پر ہے وہ اس فتح میں شریک ہے (رومیوں ۸: ۳۷ - ۱ یوحنا ۴: ۵ و ۵: ۲) اس فتح کے زور اور قدرت سے مسیح نے ایک ایسی کلیسیا کی بنیاد ڈالی جس پر دنیا اور شیطان کی طاقت اور قدرت غالب نہیں آسکتی (متی ۱۶: ۱۸) دنیا اور شیطان اور موت اور قبر پر فتح مسیح خداوند کی فضیلت پر شاندار اضافہ ہے۔

دلیل دہم

مسیحیت کا طریقۂ تبلیغ

مسیحی دنیا کا طریقۂ تعلیم منحصر اس امر پر ہے یسوع مسیح نے آسمان پر صعود فرماتے وقت اپنے مقدس حواریوں اور ان کے ساتھ سب ایمانداروں کو یہ حکم دیا کہ تم جا کر

لہ مسیح خداوند کا آخری دشمن دجال ہے اور اسی کا نام مخالفِ مسیح ہے (۱ یوحنا ۴: ۳) جو گناہ کا شخص اور ہلاکت کا فرزند کہلاتا ہے، جسے خداوند یسوع مسیح اپنے منہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنی جلالی آمد کی تجلی سے نیست کریگا (۲ تھسلنیکیوں ۲: ۳-۸) مرزا غلام احمد قادیانی انہی میں سے ایک تھا۔ (مصنف)

ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو، اور سب قوموں کو میرے شاگرد بناؤ۔

(مرقس ۱۶: ۱۵۔ متی ۲۸: ۱۹)۔ اس مشنری انتظام کے لئے شروع میں مسیح نے بارہ حواریوں اور ستر مبشروں کو یہودی اُمت میں سے چن لیا اور خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کے لئے پہلے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ اس کام کے لئے دنیوی انتظام اور انسانی طاقت اور امداد پر بھروسہ نہ رکھنا اور وہی محض انسانی تدبیر اور انتظام سے اس کام کو چلانا اور ضرورت سے زائد سامان زندگی کی بھی اس انتظام میں چنداں ضرورت نہیں۔ ان باتوں کے علاوہ مسیحی مشنریوں اور مبلغین کو اُن کے مالک نے یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میں تمہیں بھیجتا ہوں، گویا بھیڑوں کو بھیڑیوں میں (متی ۱۰: ۱۵۔ لوقا ۱۰: ۳)

بھیڑیا ایک خونخوار وحشی درندہ ہے اور بھیڑ ایک غریب اور حلیم اور پالتو چوپایہ جانور ہے۔ دونوں کی خصلت اور سیرت اور عادات میں آسمان اور زمین کا فرق ہے۔ اس تشبیہ میں مسیحیت اور جاہلیت کی متضاد سیرتوں کو پیش کیا گیا ہے۔ مسیح کے دشمنوں کو بھیڑیوں سے اور مسیحی مبلغین کو بھیڑوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور بائیبل شریف میں تمام ایمانداروں کو بھی اُن کے چال چلن کی خوبیوں اور طبیعت کی سادگی اور حلم اور بردباری کے باعث بھیڑوں اور بروں سے تشبیہ دی گئی ہے اور شیطان کے لوگ بھیڑیوں سے تشبیہ ہیں۔ مسیح نے اُن جبر اور زیادتیوں و بدسلوکیوں کا بھی ذکر فرما دیا جو شیطان اور اُس کے لوگوں کی طرف سے اُن کے خدمتگذار بندوں پر ہونیوالی تھیں (متی ۱۰: ۱۷۔ ۴۲)۔ اور ہر زمانہ دنیا میں ایسا ہوتا رہا اور اُن کو صاف بتایا گیا کہ انجیل کی بشارت کے باعث تم دوست اور دشمن اور خویش و اقارب سے سخت ستائے جاؤ گے۔ اور تم میری گواہی دینے کے باعث ذبح ہونیوالی بھیڑوں کے برابر گنے جاؤ گے اور تم دنیا کے سرداروں اور اختیار والوں کی عدالتوں میں میری خاطر بے عزت اور رسوا کئے جاؤ گے اور دنیا کا ہر انسان تمہاری تحقیر اور تذلیل کو اپنا فخر سمجھے گا اور جو کوئی تم کو قتل کرے گا، وہ گمان

سلہ خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ بھیڑ اور بھیڑیے کی لڑائی میں بھیڑیا، بھیڑ کا شکار ہو گیا۔ مسیحی مشنریوں کے حلم اور بردباری اور صبر اور برداشت نے دنیا کی زبردست اور زناور طاقتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اور اس صورت میں مسیح کی بھیڑوں اور بروں نے بھیڑیوں کو پھاڑ ڈالا۔ (مصنف)

کرے گا، کہ میں خدا کی خدمت کرتا ہوں (یوحنا ۱۶: ۱-۲) ایسی حالتوں میں تم فکر نہ کرنا کیونکہ ایسی آزمائشوں میں خدا کی قدرت تمہارا ساتھ دے گی، اور تمہاری انتہائی برداشت دنیا کی ساری قدرت اور اختیار اور مخالفت کو گرا دے گی اور تمہاری برداشت ابلیس کے مورچوں اور قلعوں کو توڑ کر ابلیس کے راج اور حکومت کا خاتمہ کر دے گی۔ خبردار ان سے ہرگز نہ ڈرنا جو صرف جسم کو قتل کر سکتے ہیں اور روح پر اُن کا کچھ اختیار نہیں۔ دیکھو میں نے تم کو اختیار دیا ہے کہ سانپوں اور بچھوؤں کو کچلو اور دشمن کی ساری قدرت پر غالب آؤ۔ اور تم کو ہرگز کسی چیز سے ضرر نہ پہنچے گا۔ (لوقا ۱۰: ۱۹) اس معجزانہ طریقۂ تبلیغ کی روک تھام سب سے پہلے یہودی قوم نے کی اور ہر ممکن کوشش سے مسیحیت کو دبانے کی تدبیریں کیں مگر اس بڑھتی ہوئی انجیلی بشارت کی ترقی کی تاب نہ لا کر ایک بڑے قابل اور قوم کے اعلیٰ رکن اور سردار نے یہودیوں کو یہ صلاح دی کہ تھم جاؤ اگر یہ تدبیر اور یہ کام خدا کی طرف سے ہے تو تم ان مسیحی مبشروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے (اعمال ۵: ۳۹) مسیحی مبشر روح کی تلوار یعنی خدا کا کلام ہاتھ میں لے کر ملک فلسطین سے نکل کر یونان اور روم کی عملداری کے ہر ممالک میں پھیل گئے اور یہودیوں اور یونانیوں کے بعد روم کی حکومت نے مسیحی وجود کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کی انتھک کوشش کی اور رومی حکومت میں مسیحی مبلغ اور ان کے شاگرد قید میں ڈالے گئے۔ کوڑوں سے پٹوائے گئے تلوار سے مارے گئے۔ رومی قیصروں نے شیر ببروں کی طرح انہیں پھاڑا۔ مگر انہوں نے اُف تک نہ کی۔ وہ ذبح ہونے والی بھیڑوں کے برابر گنے گئے (رومیوں ۸: ۳۶) ان سب حالتوں میں بھی وہ اپنے مالک کے فرمان کو نہ بھولے کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ تنگیوں مصیبتوں۔ فاقوں۔ بدنامیوں اور ایذا رسانیوں میں انجیل کے پیغام دینے میں دلیر ہو کر ایمان کی اچھی لڑائی لڑتے رہے۔ یہی طریقۂ تبلیغ اور دیگر مذاہب کے طریقوں میں ارض و سماء کا فرق ہے۔ دنیا کے دین انسانی قدرت اور زور اور اختیار سے پھیلے۔ تلوار ظلم جبر اور زیادتی سے دنیا کے دینوں کو فروغ حاصل ہوا مسیحی دین نے مظلوم ہو کر عالمگیر شہرت کا سہرا پایا۔ یسوع مسیح نے تلوار چلانے سے منع کیا اور اپنے ایک حواری کو تلوار چلانے سے روک دیا (یوحنا ۱۸: ۱۰-۱۱) اس معجزانہ

طریقۂ تبلیغ اور دیگر مذاہب کی اشاعت کے طریقوں کا مقابلہ کرنے سے حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے۔ مسیح زندہ ہے اور مسیحیت زندگی کا پیغام ہے اور یسوع مسیح نے موت کو نیست اور زندگی اور بقا کو انجیل کے وسیلے سے روشن کر دیا اور کیا ہی خوشنما ہیں اُن کے قدم جو اچھی چیزوں کی بشارت دیتے ہیں۔ ایمان کو راستبازی کا تاج اور شاباش کے ساتھ اجر اور انعام دیا جائیگا۔

تتمہ فضیلت مسیح

یسوع مسیح کے کام کا پھل

مسیح خداوند اپنی زمینی حیات کے چونتیسویں (۳۴) سال آسمان پر صعود فرما گئے۔ ساڑھے تینتیس سال میں صرف ساڑھے تین سال بشارت کا کام کیا۔ شروع میں وہ گلیلی اور ناصری نام سے پکارا گیا۔ اس کی بشارتی خدمت کے شروع میں سب سے پہلے یوحنا بن زکریاہ اور اس کے شاگرد اس پر ایمان لائے۔ اور بہت جلد اس کے عجیب کاموں اور تعلیم کے باعث سارے ملک فلسطین میں اس کی غیر معمولی شہرت پھیل گئی۔ بارہ (۱۲) حواریوں اور ستر (۷۰) بشیروں کے علاوہ ہر طبقہ اور ہر قوم کے لوگ اس کو نیک استاد اور ایک بڑا نبی اور راستباز انسان ماننے لگے۔ گو اس کی جماعت کا کبھی شمار نہ کیا گیا۔ پھر بھی علماء یہود کا اپنا اقبال ہے کہ دیکھو جہان اس کا پیرو ہو چلا ہے (یوحنا ۱۲: ۱۹) ملک فلسطین کے ہر اطراف میں اُس کے شاگرد پھیلے ہوئے تھے۔ یہودی سرداروں کی خفیہ سازش اور تدبیر اور اس کی گرفتاری کیلئے ایک

سنہ ہجرت سے پہلے حضرت محمد صاحب نے تیرہ (۱۳) سال تک نرمی اور مہربانی کے وسیلے اپنے دین کی اشاعت میں کوشش کی اور اس عرصہ میں ایک سو سے کچھ زیادہ لوگ محمدی دین میں داخل ہوئے جن میں حضرت کے قریبی رشتہ دار بھی شامل تھے۔ جونہی حضرت محمد نے لڑائی اور لوٹ مار کی اجازت دی تو جھٹ گروہ بر گروہ آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور ہجرت کے آٹھویں سال جب حضرت نے مکہ پر چڑھائی کی تو دس ہزار مسلمان آپ کے ہمراہ جنگ میں شریک تھے۔ تاریخ اسلام اور احادیث محمدیہ کے علاوہ قرآن کی سورۃ الانفال اور سورہ توبہ مذہبی جنگ و جدال اور جہاد کی گواہ ہیں۔ (مصنف)

حواری کو مرتد کرنے کے لئے تیس روپے رشوت دینا اور گرفتاری کے بعد بہت جلد رات ہی رات اپنی مجلس میں اُس کے خلاف کارروائی کرنا اور رومی عدالت سے بہت جلد موت کا فتویٰ چاہنا ایسی سب باتیں اس حقیقت کا اظہار ہیں کہ یسوع مسیح کے شاگردوں کی تعداد یہودی ظلم اور زیادتی کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی تھی۔ اس لئے یہودیوں کو ہر وقت خطرہ رہتا تھا کہ یسوع ناصری کی گرفتاری کے وقت کسی شدید بلوہ اور فساد ہو جانے کا احتمال ضروری ہے متی ۲۶: ۵۔ لوقا ۲۲: ۶) پلاطوس کی عدالت میں مسیح کا یہ اشارہ کہ اگر میری بادشاہت اس دُنیا کی ہوتی تو میرے لوگ ضرور لڑتے۔ یہ بات بھی اس امر کا ثبوت ہے کہ مسیحیوں کی تعداد یہودی مخالفت کی تاب لاسکتی تھی۔ اُس وقت کے مسیحیوں کی تعداد انجیل مُقدس کے پہلے چار صحیفوں میں حسب تفصیل ذیل ملاحظہ کیجئے۔

(۱) سب سے پہلے جو لوگ یسوع ناصری پر ایمان لائے وہ پہلے یُوحنا بن زکریاہ کے مُرید اور پیرو تھے اور یہ لوگ تعداد میں بہت تھے۔ اور مُلک فلسطین کے باہر بھی دُور دراز ممالک میں پھیلے ہوئے تھے (اعمال ۱۸: ۲۴-۲۶۔ اعمال ۱۹: ۱-۲) یُوحنا کو سب لوگ ایک بڑا نبی مانتے تھے (متی ۱۴: ۵ و ۲۱: ۲۶) یہودیوں میں سے بہت لوگ اُس کی منادی سُن کر اس پر ایمان لائے اور اُس کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا (لوقا ۳: ۷-۱۰) ان میں سے بہت سے شریعت کے عالم اور فریسی بھی تھے (متی ۳: ۷-۸) ان لوگوں کو یُوحنا نے یہ کہہ کر اپنا شاگرد بنایا کہ میرے بعد کا آنے والا مجھ سے مقدم اور افضل ہے (متی ۳: ۱۱-۱۲) اور جب خُداوند مسیح نے اپنا کام شروع کیا تو وہ سب لوگ جو پہلے یُوحنا بن زکریاہ کے شاگرد تھے اُنہوں نے اپنے اُستاد کی گواہی کے مطابق مسیح کے پاس آنا شروع کیا اور یُوحنا کا اپنا اقبال اور اقرار یہ ہے کہ میری یہ خوشی پُوری ہوتی کہ وہ یعنی مسیح بڑھے اور میں گھٹوں (یُوحنا ۳: ۲۶-۳۰) پس مسیح کے شاگردوں کی پہلی قسط یُوحنا کی تیار کی ہوئی مُتعدد جماعت تھی، جیسا کہ جبرائیل فرشتہ فرما گئے (لوقا ۱: ۱۶)

(۲) پھر جو لوگ مسیح کی تعلیم اور معجزات کے باعث اُس پر ایمان لائے وہ یُوحنّا والی جماعت سے بھی زیادہ تھے اور یہودی عالموں نے بھی اِس بات کو مان لیا کہ یسُوع ناصری یُوحنّا سے زیادہ شاگرد کرتا ہے (یُوحنّا ۴: ۱-۲) اور بہت بڑی بِھیڑ اُس کے پیچھے دوڑتی پھرتی تھی (متی ۴: ۲۴-۲۵- مرقس ۱: ۳۳) اِن میں سے بہت ایسے تھے جن کو مسیح خداوند نے طرح طرح کی بیماریوں اور دردوں سے شفا بخشی تھی- کوڑھی، جنم کے اندھے اور مفلوج اور گونگے اور بہرے اُنہی میں سے تھے جو یہودی قوم کی بڑی مخالفت میں بھی ایمان میں مضبوط رہے اور اپنے خُداوند کا انکار نہ کرتے تھے (متی ۸: ۱۳-۱۷- یُوحنّا ۵: ۱-۱۰ و ۹: ۲۴-۳۴، ۱۲: ۱۰-۱۲- یُوحنّا ۱۷: ۱۱-۱۵) یہ لوگ یسُوع کو مسیح موعود اور اسرائیل کا بادشاہ مان چکے تھے۔ اور اپنے ایمان کا اعلانیہ اقرار کرتے تھے اور کسی سے ڈرتے نہ تھے۔ اور ایک دفعہ زبردستی اُس کو اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے (یُوحنّا ۱۲: ۱-۱۹- متی ۲۱: ۸-۱۱، ۱۵-۱۷) وہ محض اَن پڑھ اور دیہاتی نہ تھے بلکہ مہذب شہری اور امیر کبیر اور سردار گورنمنٹ، قوم کے سرگردہ حاکم اور مجلسوں کے سردار اور قوم کے نمائندے بھی تھے۔ اور جب آخری دفعہ مسیح خداوند یروشلیم شہر میں داخل ہُوا تو ایسے ہی لوگوں نے اُس کا شاہانہ استقبال کیا- اِس جلوس کے نعروں سے یہودی سردار ناراض تو ہو گئے، مگر مسیح کے شاگردوں کے ہوشنا مُبارک کے نعروں کی تاب نہ لا سکے (یُوحنّا ۱۲: ۱۲-۱۹- متی ۲۱: ۸-۱۱، ۱۵) اور سارے مُلک یہودیہ اور گلیل، اور دیگر اضلاع کے دیہات وقصبات میں بہت لوگ مسیح کے سچّے اور وفادار شاگرد تھے، جو اپنے خُداوند اور مُنجی کی اپنے مال ومتاع اور زر و دولت سے خدمت کرتے تھے- اور اُس کی اور اُس کے حواریوں کی سب ضرورتوں کو پُورا کرنے میں حاضر اور جان نثار تھے (لُوقا ۵: ۱-۵ یُوحنّا ۱۱ باب لُوقا ۸: ۱-۳- یُوحنّا ۱۰: ۱-۴۰ متی ۲۶: ۶-۷)

(۳) غیر یہودی جو اِن دنوں مُلک فلسطین اور اِس کے نواح میں کثرت سے بستے تھے اور مُدتوں سے یہودی قوم کے ساتھ میل ملاپ اور کاروبار کا تعلق رکھتے تھے، اِن میں سے بہت

لوگ مسیح ناصری پر ایمان لائے اور دل و جان سے اُس کو پیار کرتے اور اُس پر جان اور مال بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے اور کسی بات میں بھی شُتنا یہودی مسیحیوں سے کم نہ تھے۔ ایسے لوگ مختلف گروہوں اور نسلوں سے تھے۔

(الف) سامری لوگ۔ اِن سامریوں سے یہودی نفرت رکھتے تھے مگر مسیح خداوند کی عالمگیر محبّت کے باعث وُہ لوگ دِل سے اُس پر ایمان لائے اور یسُوع مسیح نے اُن کو اپنا مطیع بنا لیا۔ اور اُنہوں نے برملا اقرار کیا کہ یہ فی الحقیقت دُنیا کا مُنجی ہے (یوحنّا ۴: ۴۲)

(ب) شلوفینیکی :- اِن لوگوں نے مسیح کی قُدرت کے کاموں کی شہرت سُن کر بڑی فروتنی اور حلم کے ساتھ اُس کو قبول کیا اور اُس کے خرقِ عادت کاموں کے باعث ادب کے ساتھ اُس کے آگے جھُک گئے (متّی ۱۵: ۲۱-۲۸) یہ لوگ قدیم زمانوں سے اسرائیلی نبیوں کے معجزوں اور یہوواہ کی قُدرت کے قائل تھے (۱-سلاطین ۱۷ باب۔ مرقس ۷: ۲۴-۳۰)

(ج) گراسینی :- یہ لوگ دریائے یردن کے مشرقی اطراف میں بستے تھے اور قدیم زمانوں سے اوہام اور اصنام پرستی کے عادی تھے۔ مسیح خُداوند کی آمد سے اُس علاقہ میں ایک صحیح معجزہ کے باعث بڑا انقلاب واقع ہُوا جس کے باعث پہلے تو وُہ لوگ سخت گھبرا گئے، مگر بعد میں اُس شفا یافتہ شخص کی گواہی سے وُہ لوگ مسیح کی قُدرت کے قائل ہو گئے (مرقس ۵: ۱-۲۰)

(د) رُومی :- رُومی لوگ اُس وقت کی تمام آباد دُنیا کے حکمران تھے اور مُلک فلسطین بھی رُوم کا باجگذار صُوبہ تھا اور گورنمنٹ رُوم کی طرف سے رُومی گورنر اور صُوبہ دار یہودیوں پر حکمران تھے۔ اِن میں بہُت سے لوگ مسیح ناصری کے معتقد اور اُس کے معجزوں کے باعث اُس پر ایمان رکھتے تھے۔ اور یسُوع ناصری کی فضیلت اور شان کے قائل تھے اور مسیح خُداوند نے بھی اِن کے ایمان کو یہُودی ایمان پر ترجیح دیکر اُن کو خُدا کی بادشاہت کی ضیافت میں شمولیّت کا حق اور شرف بخشا (متّی ۸: ۵-۱۳) رُومی صُوبہ دار جس کا خادم اچھا ہُوا اور وُہ صُوبہ دار جو صلیبی واقعہ کا چشم دید گواہ

سامریوں کے آباؤ اجداد بھی مسیح موعُود کے منتظر اور مشتاق تھے (یوحنّا ۴: ۲۵) اور یہُودیوں کی توریت کو مانتے تھے اور مُلک فلسطین کے وسط میں بستے تھے۔ (مصنف)

اور خوجہ دار افسر تھا جس نے مسیح کی ابنیت اور راستبازی کا اقرار کیا اور کنداکیس جو ملک اتھالیہ
کی مشہور ملکہ کا سردار تھا اور اس کی رُوحی سپاہ ایسے ہی لوگوں میں تھی (متی ۲۷ : ۵۴۔ اعمال ۱۰ باب)
(۳) یُونانی۔ یہ لوگ علم اور دانش کے باعث اُس وقت کی تمام دُنیا میں بڑھے ہوئے تھے
اور ہر قسم کے منطق کے ماہر اور فلسفے کے موجد اور ہر بات میں بال کی کھال اُتارنے میں
ضرب المثل تھے اور ہر یہودی آبادی میں پھیلے ہوئے تھے اور یہودی کتب مقدسہ کے یُونانی
ترجمہ سپٹواجنٹ کی روشنی میں یہودی مذہب اور اُن کے رسم و رواج اور اُن کی اُمیدوں
سے واقف تھے۔ وہ خود مسیح کی زیارت اور قدمبوسی کے لئے اُس کے دربار میں حاضر ہوئے
اور بڑے ادب و انکسار کے ساتھ التجا کی کہ جناب ہم یسوع کو دیکھنا چاہتے ہیں (یُوحنا ۱۲: ۲۱)
اور جب پہلے پولس مسیحی مبشر سرزمین یُونان میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے وارد ہوئے تو علمائے یُونان ذرا
جھجک تو گئے، مگر بعد میں بہت جلد صلیب کے آگے ادب سے جھک گئے (اعمال ۱۷ باب)
یسوع ناصری نے اپنی بشارتی خدمت کی مہم کے قلیل عرصے میں یہودی اور غیر یہودی اقوام دُنیا
سے ایک بڑی جماعت تیار کی۔ اگر اُس وقت کی مسیحی آبادی شمار کی جاتی تو وہ تعداد یہودی
دیس اور اُس کے مضافات میں انسانی آبادی کا ایک بڑا عنصر قرار دی جاتی۔ ساڑھے تین سال
کی مُنادی کے اثر نے دُنیا کی کایا پلٹ دی اور اس صورت میں یسوع مسیح نے دُنیا کے ہر
زمانے کے ہر ہادی اور مصلحین کو نیچا دکھا دیا۔ صلیبی واقعہ اور مُبارک صعود کے بعد بہت جلد مسیحیت
کا دُنیا میں پھیل جانا اور دُنیا کے ہر حصے کے ہر انسان کے رگ و ریشہ میں اثر پذیر ہونا اس بات
کا کامل اظہار ہے کہ مسیح کا کلام زندہ ہے اور تیس اور ساٹھ اور سوگنا پھل لانے کے قابل ہے
اور مسیح کے کلام کی قدرت سے تمام مخالفت اور جہالت اور شیطان کی قدرت اور اختیار
پسٹ گیا۔ اُس کے مُبارک نام کی تعریف ہو۔ آمین ۔

مرزا غلام احمد قادیانی جو مخالف مسیح کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھا جس نے
خُدا کے مسیح کی مخالفت میں اپنی ساری طبیعت کی پُونجی تمام کردی اور عمر بھر اپنی عاقبت کا ناس

پیدا کرنے کے بعد خدا کی سچائی اور قدرت کی تاب نہ لا کر مسیح کے سائے سے مخالفوں کی راہ اپنی اصلی جگہ میں چل بسا مسیح خداوند کو ایک عاجز انسان اور مغلوب اور مغضوب قرار دیتے ہوئے یوں فرماتے کہ مسیح کی تمام حیات چند ماہی گیروں کے سوا کوئی اُس پر ایمان نہ لایا اور وہ بھی بوقت آزمائش اُس کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مرزا صاحب کی نیت میں فساد تھا اور نیک نیتی سے انجیل کا مطالعہ نہ کرتے تھے۔ صرف حرف گیری اور اتہام تراشی اور الزام سازی اور دشنام دہی مرزا قادیانی کا دھرم ایمان تھا۔ اگر وہ نیک نیتی اور خلوص دلی سے تحقیق کی غرض سے انجیل شریف کے بیانات کو پڑھتے تو ضرور وہ اپنے ہولناک انجام سے بچ جاتے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی کو مرض مراق نے انجیلی حقائق کی تحقیق سے باز رکھا۔ اور دُنیوی حرص اور ہوس نے اُس کی عاقبت خراب کر دی اور وہ صادقوں کی موت نہ مرا۔

مسیح ناصری سے برتری کے مدعی کی اپنی کامیابی کا یہ حال ہے کہ اپنی اور اپنی اُمت لاابالی کی نصف صدی کی مردانگی اور فن تصنیف کے طوفان کے جال بچھانے اور باطل اور جھوٹی تاویلوں کے طومار باندھنے اور مناظروں اور مباحثوں کے میدان گرم کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ صرف ۵۰-۶۰ ہزار مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کرا سکا۔ ہاں انہوں نے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر چھاپہ مار کر دولت ٹوٹنے میں غیر معمولی شہرت حاصل کر لی ہے اور قادیان کو قاروں نگری بنانے میں کمال کی کوشش کی ہے۔ مسیح ناصری نے اپنی ذات و صفات اور اقوال و افعال کی خوبی کے باعث اور نمونہ کی زندگی کے اثر سے اپنے دلِ نکیل سے اتنے شاگرد بنائے کہ مسیح کی ساری اُمت ہی ناصری اور گلیلی نام سے نامزد ہو گئی مگر مرزا جی اپنی حرص و ہوس اور چھیڑ خانیوں کی وجہ سے عمر بھر خویش و اقارب اور رشتہ داروں کے طعن و تشنیع اور لعنت و ملامت کا نشانہ بنے رہے جن مصیبتوں اور آزمائشوں کے رستے مسیحیت کا گذر ہوا اور جن اذیتوں اور ایذا رسانیوں کا مسیحیت کو مقابلہ کرنا پڑا اور جو سلوک یہودیوں اور رومیوں نے مسیح اور اُس کے لوگوں کے ساتھ روا رکھا اگر اُن کا عشر عشیر بھی

قادیانی تُہدی اُور اُس کی بیساکِ اُمّت کے پیش آتا تو کب سے مرزائیت کا دیوالہ نکل جاتا اور یہ بدعت چند دنوں کی مہمان ہوتی اور کبھی کی ہندوستان کی فضا اس مُہلک مرض کی وبا کے جراثیم سے صاف ہو جاتی۔

مسیح کی فضیلت کے گواہ

اوّل۔ فوق الانسان یعنی فرشتوں کی شہادت

دیکھ! تُو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کریگا اور اُس کی بادشاہت کا آخر نہ ہوگا (لُوقا ۱: ۳۱۔۳۳) اور تُو اُس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وُہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دیگا (متّی ۱: ۲۱) اور خداوند کا فرشتہ اُن کے پاس آکھڑا ہُوا اور خداوند کا جلال اُن کے گرد چمکا۔ اور وہ نہایت ڈر گئے مگر فرشتے نے اُن سے کہا کہ ڈرو نہیں کیونکہ میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہُوں کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک نجات دینے والا پیدا ہُوا اور وہ مسیح خداوند ہے (لُوقا ۲: ۱۔۱۱) اور دیکھو۔ ایک بڑا بھونچال آیا کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اُترا اُس کی صُورت بجلی کی مانند تھی اور اُس کی پوشاک برف کی مانند سفید تھی۔ اُس نے مسیح کے شاگردوں کو کہا کہ وُہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے (متّی ۲۸: ۱۔۷)

مسیح کے آسمان پر جاتے وقت فرشتوں نے مُقدّس حواریوں اور سب دیندار لوگوں کو یہ فرمایا کہ مسیح جس جلال میں آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُس کی دُوسری آمد بھی ویسی ہی جلالی ہوگی اور ہر ایک آنکھ اُسے آسمان سے اُترتے دیکھے گی (اعمال ۱: ۱۱ مکاشفہ ۱: ۷ و ۱۱: ۱۵ و ۱۲: ۱۰) وحی آسمانی کی اس گواہی سے کہ مسیح ابن اللہ اور نجات دہندہ اور جلال کا بادشاہ ہے، اور اس دُنیا میں اُس کی دُوسری آمد یقینی ہے گنہگار انسان کو بڑی اُمید اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اس کو ایسی ہی

کا سہارا نظر آتا ہے جس کی تعریف اور حمد اور تمجید میں فرشتگان کو محو اور نازاں ہے۔

دوم ۔ افضل الانسان یعنی انبیاء کی شہادت

۱۔ حضرت موسیٰ کی گواہی۔ وہ ایک بڑا نبی ہوگا اور خدا کا کلام اُس کے مُنہ میں ہوگا اور اس کا منکر مستوجب سزا ہوگا (استثنا ۱۸: ۱۵-۱۸)

۲۔ حضرت داؤد کی گواہی:۔ وہ ابن اللہ ہے۔ وہ جلال کا بادشاہ ہے اور خدا کے داہنے ہاتھ سرفراز ہے۔ وہ لوہے کے عصا سے اپنے دشمنوں کو چکنا چور کریگا (زبور ۲و۴۵و۱۱۰)

۳۔ یسعیاہ نبی کی گواہی:۔ وہ عمانوایل ہے یعنی خدا ہمارے ساتھ۔ وہ عجیب مشیر خدائے قادر اور ابدیت کا باپ اور سلامتی کا بادشاہ ہے۔ اور وہ گنہگاروں کا فدیہ اور کفارہ ہے (یسعیاہ ۷: ۱۴ و ۹: ۵-۶ و ۵۳ باب)

۴۔ یرمیاہ نبی کی گواہی:۔ وہ عدالت اور صداقت سے بادشاہت کریگا؛ اور اُس کا تخت یروشلم میں ہوگا (یرمیاہ ۳: ۱۷ و ۲۳: ۵-۶)

۵۔ دانی ایل نبی کی گواہی:۔ اُس کی سلطنت لازوال ہوگی اور ساری دُنیا میں پھیل جائے گی۔ اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اُس کی مملکت ایسی ہے جو زائل نہ ہوگی (دانی ایل ۲: ۴۴ و ۷: ۱۴) وہ قاتل دجال ہے (دانی ایل ۸: ۲۵ و ۱۱: ۳۶)

۶۔ حزقی ایل نبی کی گواہی:۔ وہ بنی اسرائیل کا حقیقی چوپان ہے اور تمام پراگندہ اسرائیل کی بحالی اور اُمید گاہ ہے۔ (حزقی ایل ۳۴: ۲۳)

۷۔ میکاہ نبی کی گواہی:۔ وہ ازلی حاکم اور اسرائیل کی قوم کا سردار ہے (میکاہ ۵: ۲)

۸۔ زکریاہ نبی کی گواہی:۔ وہ خدا کا ہمتا اور سردار گلہ بان ہے (زکریاہ ۱۳: ۷)

۹۔ یحییٰ بن زکریاہ کی گواہی:۔ وہ مجھ سے بڑا ہے۔ اور میں اُس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ جہان کے گناہوں کا کفارہ ہے (یوحنا ۱: ۲۶-۲۷ و ۲۹-۳۰)

۱۰۔ مُقدّس پطرس کی گواہی: کسی دُوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں، کیونکہ آسمان کے
تلے آدمیوں کو کوئی دُوسرا نام نہیں بخشا گیا، جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں۔ اور وُہی
زندگی کا مالک ہے اور وُہ زندوں اور مُردوں کا مُنصف مقرر ہُوا ہے۔ وُہ آسمان پر
جا کر خُدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے، اور فرشتے اور اختیارات اور قدرتیں اُس کے تابع کی گئی
ہیں۔ (اعمال ۴: ۱۲ و ۳: ۱۵ و ۱۰: ۴۲؛ ۱۔ پطرس ۳: ۲۲)

۱۱۔ مُقدّس یُوحنّا کی گواہی:۔ مسیح حقیقی نُور ہے۔ وُہ کلمۃ اللہ اور جہان کی پیدائش کا
سبب ہے۔ وُہ زندگی ہے اور اُس کی ذات میں گُناہ نہیں (انجیل یُوحنّا ۱: ۱۔ ۹ ۱۔ یُوحنّا ۱: ۱۔ ۲ و ۳: ۵)

۱۲۔ یسُوع مسیح خُداوند ذوالجلال ہے (یعقوب ۲: ۱) یہ مُقدّس یعقوب کی گواہی ہے۔

۱۳۔ یہُوداہ کی گواہی۔ وُہ لاکھوں مقدّسوں کے ساتھ آنے والا ہے (یہُوداہ ۱۴ آیت)

۱۴۔ پولوس رسُول کی گواہی:۔ وُہ اَن دیکھے خُدا کی صُورت اور تمام مخلُوقات سے پہلے مولُود
ہے۔ اور وُہ ساری کائنات کا سر اور سردار ہے اور وُہ ابد تک خُدائے محمُود ہے۔ وُہ خُدائے مجسّم
ہے۔ وُہ خُدا اور انسان کا درمیانی ہے اور خُدا نے اُسے وُہ نام بخشا، جو سب ناموں سے
اعلیٰ ہے اور ساری باتوں میں اُس کا درجہ اوّل ہے۔ وُہ قاتلِ دجّال ہے (کلسیوں ۱: ۱۵۔ ۱۹۔
رومیوں ۹: ۵۔ ۱ تیمتھیُس ۳: ۱۶۔ ۲ کرنتھیوں ۵: ۹ فلپیوں ۲: ۹۔ ۱۱۔ ۲ تھسلنیکیوں ۲: ۸)
اُس کا نام ابد تک باقی رہیگا جب تک آفتاب رہے گا۔ اور اُس کے نام کا رواج ہو گا۔ اور لوگ
اُس کے وسیلے سے برکت پائیں گے اور سب قومیں اُسے مبارک بادکہیں گی۔ آمین (زبور ۷۲)

پس جبکہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہُوئے ہے اور خُدا نے اپنے مسیح کے حق میں
پاک فرشتوں اور مُقدّس نبیوں کی زبانی جو دُنیا کے شرُوع سے ہوتے آئے ہیں، یہ گواہی
دی ہے کہ وُہ ساری خلقت کا مُنجی اور مالک ہے تو اتنی بڑی نجات سے غافل رہ کر انسان
کیونکر بچ سکتا ہے غور سے پڑھو (عبرانیوں ۲: ۱۔ ۴)

صاعقۂ ذوالجلال

دیکھو خداوند آگ لئے ہوئے آئیگا، اور اُس کی گاڑیاں گردباد کی مانند چلیں گی تاکہ جوش سے اپنا غضب اور آتش کے شعلہ کے ساتھ اپنا قہر اُن پر لائے کہ آگ سے اور اپنی تلوار سے سارے بشر کا مقابلہ کرے گا (یسعیاہ ۶۶: ۱۵-۱۶)

دیکھو وہ دن آتا ہے، جو تنور کی مانند سوزاں ہوگا۔ تب سارے مغرور اور ہر ایک جو بدکاری کرتا ہے کھونٹی کی مانند ہوں گے اور وہ دِن جو آتا ہے اُن کو جلائیگا، رب الافواج فرماتا ہے ایسا کہ وہ اُن کی نہ جڑ چھوڑیگا نہ ڈالی (ملاکی نبی ۴: ۱) اور جیسا لُوط کے دنوں میں ہُوا تھا کہ آگ اور گندھک نے آسمان سے برس کر سب کو ہلاک کیا ابن آدم کے ظہورِ ثانی کے وقت بھی ایسا ہی ہوگا (لُوقا ۱۷: ۲۸-۳۰)

خُداوند یسُوع اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہُوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا اور جو خُدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کی خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلہ لیگا۔ وہ خداوند کے چہرے اور اُس کی قُدرت کے جلال سے دُور ہو کر ابدی ہلاکت کی سزا پائیں گے (۲ تھسلنیکیوں ۱: ۷-۹) مسیح خُداوند کی آمدِ ثانی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں اور اُس کا جلالی ظہور بے دینوں اور بے ایمانوں اور مُنکروں اور منافقوں کے لئے ابدی سزا کا باعث ہوگا۔ وہ بھی قبروں اور مادی عالم کے دیگر وجود سے نکل کر جی اُٹھیں گے مرد بدلنے والے عذاب کے لئے (یُوحنا ۵: ۲۹۔ مکاشفہ ۲۰: ۱۲-۱۵) اور اُن کے عذاب کا دُھواں ابدالآباد اُٹھتا رہے گا (مکاشفہ ۱۴: ۱۱) اور وہ سب بے دینوں کو اُن کی بے دینی کے اُن سارے کاموں کے سبب جو اُنہوں نے بیدینی سے کئے ہیں اور اِن ساری سخت باتوں کے سبب جو بے دین گنہگاروں نے اُس کی مخالفت میں کہی ہیں قصوروار ٹھہرائیگا (یہوداہ ۱۵ آیت متی ۱۲: ۳۶-۳۷)

وُہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھے گی اور جنہوں نے اُسے چھیدا تھا وُہ بھی دیکھیں گے اور زمین کے سارے گھرانے اُس کے سبب سے چھاتی پیٹیں گے۔ بے شک، آمین (مکاشفہ ۱: ۷) اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے، اور وُہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا، اور وُہ اُس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اُس سرے تک جمع کریں گے (متی ۲۴: ۳۰)

اور سب بے دین اور بے ایمان پہاڑوں اور چٹانوں سے کہیں گے کہ ہم پر گر پڑو، اور اُس کی نظر سے جو تخت پر بیٹھا ہے اور برّے کے غضب سے چھپا لو کیونکہ اُن کے غضب کا روزِ عظیم آ پہنچا ہے۔ اب کون ٹھہر سکتا ہے (مکاشفہ ۶: ۱۶)

اُس وقت وُہ بے دین (دجال) بھی ظاہر ہوگا، جسے خداوند یسوع مسیح اپنے مُنہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنی آمد کی تجلی سے نیست کرے گا (۲ تھسلنیکیوں ۲: ۸)

اگرچہ وُہ بڑے زور سے نکلیگا کہ بہتوں کو نیست و نابود کرنے، اور وُہ شاندار اور مُقدس پہاڑ پر اپنی شاہی بارگاہ کو سمندروں کے درمیان برپا کریگا۔ پر وُہ اپنی اجل کو پہنچے گا اور اُس کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ دیکھو دانی ایل ۱۱: ۴۴-۴۵۔

مسیح خداوند کے سامنے مخالفوں کو توبہ کر کے اُس پر ایمان لاکر آنے والے غضب سے بچنا چاہیئے۔ دیکھو اب قبولیت کا وقت ہے۔ دیکھو یہ نجات کا دن ہے (۲ کرنتھیوں ۶: ۲) خدا ہر گنہگار اور گمراہ کو نجات کا علم اور اپنے فضل کی دولت سے مالا مال کرے۔ آمین ۔

پی۔ آر۔ پی۔ ایس پریس لاہور میں باہتمام پرنٹر و پبلشر مسٹر ڈی۔ ایس۔ کے فضل سیکرٹری پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی۔ انارکلی لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔